وہ ایک خوشگوار صبح تھی۔ رالف، برج ہوٹل سے باہر نکلا، تو اس نے اپنا تھیلا آرام دِہ انداز میں کندھے سے لٹکالیا۔ اُبھرتے سُورج کو دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کفایت شعاری کے خیال سے وہ ڈارٹ مور کے سفر پہ پیدل ہی روانہ ہوا۔ وہ لیک کے علاقے اور شمالی ویلز کا سفر کر چکا تھا اور یہ اس کا تیسرا سفر تھا۔ رالف کو انگریزی طرزِ معاشرت پسند تھی، اس لیے وہ سفر کے ایسے مراحل پسند کرتا تھا جہاں اسے گرم کھانا، آرام دِہ بستر، عام خوراک اور آگ کے قریب بیٹھ کر بے تکلفانہ گفتگو کے مواقع میسّر آسکیں۔ اس نے یہ بھی سُن رکھا تھا کہ برِاعظم کا سفر بہت مہنگا پڑتا ہے۔

اس نے مضبوط جوتے پہن رکھے تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کے دستے میں الیکٹرک ٹارچ لگی تھی۔ اس کے پاس فوجی سروے کا ایک نقشہ بھی تھا۔ منزل اور راستہ نقشے پہ بالکل واضح تھا۔ وہ سڑک سے مڑ کر بیہڑ میں ہولیا اور ایک پہاڑی کی چوٹی پہ پہنچ گیا۔ نیچے دلدلی زمین میں، بائیں جانب، ایک تنگ ندی بل کھاتی جارہی تھی اور ایک بلند ٹیلا، جس پر چٹانیں اُبھری ہوئی تھیں، دائیں طرف فصیل کی صورت میں ایستادہ تھا۔

چلتے چلتے تقریبًا ایک گھنٹہ گزر گیا، تو اسے ایک ہموار نشیبی چٹان سی نظر آئی۔ ذرا سستانے کے لیے اس پر بیٹھ گیا۔ اس نے چھڑی کی نوک سے جوتوں پہ سے کیچڑ کھرچی۔ تھرموس کا ڈھکنا کھول کر پیالی میں تھوڑا سا قہوہ انڈیلا۔ وہ پینے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ اسے ندی کے قریب سرکنڈوں کے اندر کوئی چیز حرکت کرتی دکھائی دی۔ اس نے پیالی نیچے رکھ دی اور شوقِ تجسّس میں چٹان کے اُوپر چڑھ گیا، لیکن بلندی پہ سے بھی وہ چیز صاف طور پہ نظر نہ آسکی؛ تاہم اس پر ایک انسانی ہیولے کا گمان ہوتا تھا۔

وہ پھر نیچے اترا اور جلد جلد قہوہ حلق میں انڈیلا —— پھر تھرموس تھیلے میں ڈالا اور آگے نگاہ دوڑائی اور کچھ سوچتے ہوئے احتیاط کے ساتھ نیچے اُترنے لگا۔

اُس کے پاؤں نرم زمین میں دھنس رہے تھے۔ اب گھاس کی جگہ سرکنڈوں نے لے لی تھی۔ آخر اُسے ایک جُوتا نظر آیا۔

پاؤں کے نشان دُور تک چلے گئے تھے جن میں پانی بھرا ہُوا تھا۔ ان کی رہنمائی میں وہ آگے بڑھا اور پھر سرکنڈوں میں اُسے چیتھڑوں کی ایک گٹھڑی دکھائی دی۔ قریب ہی ایک انسانی پاؤں باہر نکلا ہُوا تھا۔ رالف نے اُسے غور سے دیکھا، اس میں جراب تو تھی، مگر جوتا ندارد۔ وہ کچھ پریشان سا ہوگیا۔ چند لمحوں بعد چھڑی پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی اور وہ ایک عزم کے ساتھ آگے بڑھا۔ جلد ہی وہ ایک جسم کے پاس پہنچ گیا جس کا ایک بازو باہر کی طرف پھیلا ہُوا تھا اور دوسرا کپڑوں میں چھپا ہُوا۔ چیتھڑوں پر خون کے دھبّے تھے اور کوٹ کندھوں کی طرف الٹا ہُوا جس کی وجہ سے چہرہ چھُپ گیا تھا۔

”آپ ٹھیک تو ہیں؟“ رالف نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

کوئی جواب نہ آیا اور پُراسرار خاموشی دوبارہ مسلّط ہوگئی۔

رالف نے گہرا سانس لیا۔ وہ کسی غیر متعلق معاملے میں اُلجھنا پسند نہ کرتا تھا —— لیکن اب اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اس نے کوٹ نیچے کھینچ کر دُرست کیا اور پھر یہ پُرسکون علاقہ اس کی چیخوں سے گونج اُٹھا۔ اس آدمی کا سَر غائب تھا۔ رالف کو اس سے پہلے کبھی ایسی صُورت پیش نہ آئی تھی۔

(۲)

جان ویدر بائی کا معمول تھا کہ وہ ہفتے میں چند بار اپنے کلب ’ویجرز‘ میں کھانا کھاتا —— وہ سالہا سال سے اس کا رُکن چلا آرہا تھا۔ ویجرز میں امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت تغیّر ہوچکا تھا۔ اب اس کی رکنیت میں کسی کارنامے کے بجائے سماجی حیثیّت پر زیادہ زور دیا جاتا۔

ویدر بائی نے کھانے کے کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ ایک بھی شناسا چہرہ نظر نہ آیا۔ اس کے پُرانے دوستوں میں صرف بائرن ہی ایک ایسا شخص تھا جس کے اندر مہم جُوئی کے اثرات موجُود تھے، مگر اب وہ لندن نہ آتا تھا۔ ویدر بائی اس کا مدّاح تھا —————— اُس سے آخری ملاقات کیے دس برس ہوگئے تھے۔

کسی مانوس چہرے کو نہ پاکر ویدر بائی بار کی طرف چل دیا۔ اس کے بال سفید ہوچکے تھے۔ ادھیڑ عمر نے شاید اس کی نگاہوں کو دھندلا دیا تھا اور اس کے اعصاب میں وہ پہلی سی لچک نہ رہنے دی تھی، لیکن لندن کی پُرآسائش زندگی نے اُسے بہت زیادہ نقصان نہ پہنچایا تھا۔ وہ دُبلا مگر سخت اور قدآور شخص تھا۔ اس کا وزن آج بھی اُتنا ہی ہوگا جتنا اس وقت تھا جب اُس نے آخری بار بائرن کے ساتھ کینیڈا میں شکار کھیلا تھا۔ وہ بائرن کے متعلّق ہی دیر تک سوچتا رہا۔

سراغرساں سپرنٹنڈنٹ جسٹن ہَبل بار میں بیٹھا بیئر پی رہا تھا۔

”آہا! جان!“ ہَبل نے کہا۔

”کیسے مزاج ہیں جسٹن؟“

”تھکا ماندہ ہُوں۔“

”خاصی مدّت سے نظر نہیں آئے۔“

”فرصت ہی نہیں ملتی۔ مجھے آپ کی پُرسکون زندگی پر رشک آتا ہے۔“

”آپ کو دیکھ کر مسرّت ہُوئی۔“ ویدر بائی نے کہا۔

”درحقیقت آپ ہی سے ملنے آیا ہُوں۔ میرا خیال تھا آپ یہاں

ہوں گے۔"

"بہت خوب! پارکنگ ٹکٹ کے لیے تو نہیں؟"

ایک خفیف سی قانونی لچک کے حوالے پر دونوں ہنس پڑے۔

ایک لمحے کے بعد بیل نے کہا "جان! مجھے آپ کا مشورہ درکار ہے۔"

"کس سلسلے میں؟"

"ایک قتل کے بارے میں۔"

"یقیناً میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ یہ تو پُراسرار سی بات معلوم ہوتی ہے۔" ویدربائی نے کہا اور پائپ بھرنے لگا۔

"ہاں معاملہ کچھ ایسا ہی ہے۔ آپ نے اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہوگا۔ ڈارٹ مور میں سر بریدہ لاش' اخبارات نے کچھ ایسی ہی سرخی جمائی تھی۔"

"ہاں، میں نے کچھ پڑھا تو ہے۔ مگر یہ تو آپ کے حلقے سے باہر ہے۔"

"ہاں لیکن واقعہ کچھ ایسا عجیب ہے کہ اس نے وہاں کے چیف کانسٹیبل کو پریشان کر دیا ہے اور اس نے ہم سے مدد طلب کی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں خود بھی حیران ہوں۔ کمشنر نے تفتیش میرے اور ہقرلو کے سپرد کر دی ہے۔ میں ابھی ابھی وہاں سے آرہا ہوں۔ آپ سے ملنے کے لیے۔"

ویدربائی نے پائپ بھر لیا تھا اور اب کش لے رہا تھا۔ عمدہ تمباکو کی طرح اس کی بُو ناخوشگوار، مگر ذائقہ خوشگوار تھا۔

"تو پھر؟" ویدربائی نے پوچھا۔

"ایک واضح امکان یہ بھی ہے کہ قتل کسی جانور نے کیا ہے۔ میرے خیال میں آپ ہمیں بہتر مشورہ دے سکتے ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔" ویدربائی نے برانڈی کی چُسکی لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے خیال میں یہ کس قسم کا جانور ہو سکتا ہے؟"

"میں جانوروں کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور ہقرلو مجھ سے بھی کم واقفیت رکھتا ہے۔ میری بیوی نے ایک بلی پالی تھی جو بھاگ گئی یا میرے باغ میں ایک چھچھوندر ہے۔ بس یہی کچھ میرا مبلغ علم ہے۔"

ویدربائی مُسکرا دیا۔

"میرا خیال تھا آپ لاش اور زمین پر نشانات دیکھ کر کچھ نہ کچھ بتا سکیں گے۔"

"کیا کھوج واضح ہے؟"

"بہت زیادہ نہیں۔"

"میرا خیال ہے وہ کوئی گوشت خور جانور ہوگا۔"

"مجھے معلوم نہیں۔ جسم کا گوشت کھایا نہیں گیا، بلکہ کُرِیدا گیا ہے۔ یہ کوئی وحشی جانور ہوگا۔ پولیس سرجن قسم کھا کر کہتا ہے کہ یہ کام کوئی وحشی جانور ہی کر سکتا ہے۔ ہم اس کی بات پر یقین کر لیتے اگر ایک اور عجیب بات نہ ہوتی جس پر اخباروں نے بھی بڑا زور دیا ہے۔ یعنی سر بریدگی کی واردات۔ اور ہمیں سر کہیں سے نہ ملا۔" اس نے مزید کہا۔

ویدربائی چند لمحے غور کرتا رہا۔

"اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ جانور، اگر واقعی جانور ہی ہے، اتنا طاقت ور ہوگا جو سر کو جسم سے الگ کر سکے۔" بیل نے شانے اُچکاتے ہوئے کہا۔

"انگلینڈ میں؟ اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ممکن ہے یہ جنگلی کُتوں کا غول ہو، مگر ایسا ہونا نہیں چاہیے۔"

"سر کھینچ کر جُدا نہیں کیا گیا، بڑی صفائی سے کاٹا گیا ہے۔"

ویدربائی کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"پھر تو کوئی ایسا طاقتور جانور ہونا چاہیے جو کھوپڑی کو مُنہ میں دبا کر ایک ہی جھٹکے میں تن سے الگ کر سکے اور ساتھ ہی جسم کو بھی تھامے رکھے۔"

"سر ایسی صفائی سے کاٹا گیا ہے کہ جیسے کسی چاقو یا چُھری سے کاٹا گیا ہو۔" بیل نے کہا اور لاش کا خیال آتے ہی اس کے چہرے پہ سیاہی سی پھیل گئی۔

"کونسا جانور ایسا کر سکتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ شاید کھوج دیکھ کر کچھ معلوم ہو سکے۔ مثال کے طور پہ ایک بھینسا ہے جو سینگوں کی ایک ہی ضرب سے کسی آدمی کا سر الگ کر سکتا ہے لیکن جسم پر پنجوں کے نشان ہیں۔ شاید کوئی جنونی آدمی ہو جس کے پاس کوئی ایسا ہتھیار ہے جو پنجوں کے مشابہ زخم لگا سکتا ہے۔"

"نہیں؛ پنجوں کے نشان واضح ہیں اور دانتوں کے نشان بھی۔ کوئی آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔"

"بہرحال مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہوگی۔" ویدربائی نے کہا۔

"کیا آپ میرے ساتھ ڈارٹ مور تک چل سکتے ہیں؟ زمین نرم ہونے کی وجہ سے کھوج محفوظ ہے۔ آپ کے اخراجات ادا کر دیے جائیں گے۔"

بیل نے ایک نقشہ کھول کر میز پر پھیلا دیا اور ایک دائرے پر اُنگلی رکھتے ہوئے کہا "یہاں اس ندی کے قریب لاش ملی ہے۔"

ویدربائی نے سر ہلایا اور ذہن میں چٹانوں کا نقشہ جمانے لگا۔ اس کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ حیران سا نظر آرہا تھا۔ اس نے پائپ منہ سے نکالا اور اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"کیا آپ بائرن سے واقف ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"آپ اس سے مشورہ کر سکتے تھے۔ کیا وہ اس علاقے میں موجود نہیں؟"

"میں بائرن کے پاس گیا تھا، مگر اس نے کوئی دلچسپی نہ لی۔ وہ ہمیشہ عجیب رہا ہے؛ اس واقعے سے خوب محظوظ ہُوا اور کچھ ایسی باتیں کیں جن کا مطلب تھا کہ لوگوں کو قتل کر کے آبادی میں توازن پیدا کیا جا سکتا ہے اور دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی سرے سے کوئی ضرورت نہیں۔"

"ہاں، وہ ایسا ہی ہے، لیکن اُسے اس واقعے میں دلچسپی لینا چاہیے تھی۔"

"اُس نے چریوں میں کچھ دلچسپی ظاہر کی۔ ان پر ایک نظر بھی ڈالی اور میرا خیال ہے اسے کچھ اندازہ بھی ہو گیا تھا، لیکن اس نے کوئی رائے نہ ظاہر کی؛ البتّہ آپ سے ملنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا آپ اس معاملے میں ضرور دلچسپی لیں گے؛ کیونکہ یہ ایک انسانی معاملہ ہے۔"

ویدربائی نے مُسکراتے ہوئے پُوچھا "کیا آپ نے چڑیا گھروں سے تحقیق کر لی ہے؟"

پھر وہ ہنسنے لگے اور ویدربائی نے مزید شراب منگوالی۔

"یقیناً بائرن جیسا آدمی یہ موقع نظر انداز نہیں کر سکتا۔" ویدربائی نے کہا۔ "اگرچہ اس کو زندگی اور انسان کی کوئی پروا نہیں، بلکہ وہ موت میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے؛ تاہم میں جانتا ہوں اگر کوئی خطرناک جانور ہوتا، تو وہ لازماً بندوق لے کر باہر نکل آتا۔ جانور جتنا خطرناک ہوگا اتنی ہی جلد وہ اس کے مقابلے میں آئے گا۔ دو ہی باتیں ہیں! یا تو اس کے خیال میں یہ کوئی جانور نہیں یا پھر وہ حکومت کی مدد کرنا نہیں چاہتا میرے خیال میں دوسری بات زیادہ قرینِ قیاس ہے۔"

"جان! آپ میرے ساتھ چلیں گے؟"

"آپ پہلے یہاں لا سکتے تھے۔"

"ہاں، میں نے اس پہ غور کیا تھا، لیکن آپ کو ساتھ لے جانا بہتر سمجھتا ہُوں۔"

ویدربائی نے سوچا اس طرح بائرن سے بھی ملاقات ہو جائے گی! اس نے اور بائرن نے کئی بار خطروں کا اکٹھے مقابلہ کیا تھا۔

بیل نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ٹھونس لیا اور اس کا سُوٹ ایک جانب اکٹھا ہو گیا۔ ویدربائی مُسکرانے لگا۔ وہ کونے کی ایک میز پہ بیٹھے تھے۔ انہوں نے آخری دَور ختم کیا اور پھر وہ صبح سویرے ڈارٹ مور جانے کے منصوبے بنانے لگے۔ بیل نے اس قتل کی تمام تفصیلات بیان کر ڈالیں جن کا خلاصہ یہ تھا: "جس آدمی نے لاش دریافت کی یقیناً اس کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لاش پہچان لی گئی تھی۔ یہ ایک بُوڑھا آدمی رینڈل تھا جو اسی علاقے میں راہبانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اسے کئی بار ناجائز طور پر شکار کھیلنے کے جُرم میں گرفتار کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ اسی مقصد کے لیے نکلا تھا کہ موت کے پنجے میں آگیا۔ کھوج سے ظاہر ہوتا ہے کہ رینڈل اُوپر پہاڑی پر پھر رہا تھا۔ اس نے اپنے قاتل کو دیکھا، تو ندی کی طرف بھاگا۔ وہ پانی کے قریب پہنچ چُکا تھا کہ قاتل نے آلیا۔ وہ اسی جگہ مرا جہاں سے اس کی لاش ملی ہے۔ ایسا کوئی نشان نہیں ملتا کہ وہ دوڑتے وقت زخمی ہُوا تھا۔ اگر کوئی جانور اُسے پریشان کرتا، تو ایسا ضرور ہوتا۔ اُس کے قاتل نے اُسے پکڑتے ہی مار ڈالا۔ کشمکش کے کچھ نشان موجود ہیں۔ رینڈل نے چند لڑھکنیاں کھائیں۔ اس کی انگلیوں کے ناخن ٹوٹ گئے۔ کپڑے تار تار ہو گئے۔ اس کی جیب سے چار شلنگ اور نصف اونس تمباکو برآمد ہُوا ہے۔ رینڈل ایک نہایت دلچسپ مقامی کردار تھا۔" بیل سر جھٹک کر خاموش ہو گیا۔

(۳)

"لعنت ہے مجھ پر۔ میں بھی احمق ہی ہوں۔" برائن ہیمنڈ نے اپنے آپ سے کہا اور آگے جُھک گیا۔ اس کے ہاتھ اسٹیئرنگ وہیل تھامے ہوئے تھے۔ بارش سے دُھندلائے ہُوئے شیشے میں سے اس نے باہر جھانکا۔ سڑک مشکل ہی سے نظر آتی تھی۔ روشنی کی زرد کرنیں درختوں کو چُھو رہی تھیں۔ ڈیش لائٹ کی سبز روشنی میں ہیمنڈ کا تاریک چہرہ چمک اُٹھا۔ وہ ناراض بھی تھا اور پریشان بھی۔ وہ تھا تو سیلزمین، لیکن ایک بحری سوداگر نظر آتا تھا۔ اس کا چہرہ مہم جُو لوگوں کا سا تھا۔ وہ جم کر نشست پر بیٹھا تھا اور دانتوں میں سگار دبا ہُوا تھا۔ جب وہ گاؤں کے پُرپیچ اور تاریک کوچے میں سے گزرا، تو حیران ہُوا کہ اس موڑ سے کیسے سلامت گزر آیا۔ ان سڑکوں پر راستے کے نشان بھی نہ تھے۔ وہ سوچ رہا تھا میں ٹیکس ادا کرتا ہوں، مگر میری راہنمائی کے لیے راستے پر نشان تک نہیں لگائے گئے۔ اچانک اس کی نگاہیں ایندھن کے پیمانے کی طرف اُٹھ گئیں۔ سوئی اختتام کے نشان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"اس ویران علاقے پر لعنت۔"

اُس نے سوچا مقامی لوگ محوِ خواب ہیں۔ ایسا کوئی نہیں جس سے راستہ معلوم کیا جا سکے۔ کوئی مکان بھی تو نظر نہیں آتا۔ ایک میل سے زیادہ اس پٹرول میں نہیں جایا جا سکتا۔ یہ واہیات کار پٹرول بہت زیادہ خرچ کرتی ہے۔ مجھے کوئی چھوٹی کار لینی چاہیے، لیکن چھوٹی کار میں سامان رکھنے کی جگہ نہ ہوگی۔ میں ایک ہی چیز تمام دن کیسے فروخت کر سکتا ہوں؟ مالک ناک بھوں چڑھاتا ہے۔ لعنت بھیجو اس پر بھی۔ وہ مجھ سے کیسے توقّع کرتا

ہے کہ اس واہیات علاقے میں الیکٹرانک آلات فروخت کروں ؟ یہاں بھیڑوں کے سوا اور ہے کیا ؟ ان گنواروں نے بجلی کے متعلق کبھی سُنا بھی نہ ہوگا۔"

وہ ایک موڑ اور مُڑا۔ اس کے سامنے ایک ویران اور تاریک گلی تھی۔ "وہ حرامی اینڈ ڈیوس بھی لندن میں کام کر رہا ہے۔ اس کی آج بڑی بکری ہُوئی ہوگی اور اب وہ ویسٹ اینڈ میں عیش کر رہا ہوگا۔ خوش قسمت حرامی! غالباً شیمپئن پی رہا ہوگا، مگر لعنت بھیجو اس پر۔ اُسے اپنی مرضی کا علاقہ کیسے مِل گیا ؟ شاید اس وجہ سے کہ اس کا کمپنی سے دیرینہ تعلّق ہے۔ یہ کوئی انصاف نہیں۔" کار سڑک کے اُبھرے ہُوئے کناروں سے ٹکرائی اور ہیمنڈ اسٹیئرنگ گھُماتے ہُوئے بُڑبُڑایا۔" اگر دُنیا میں انصاف ہوتا، تو وہ اس وقت اپنے گھر میں آگ کے قریب بیٹھا ٹیلی ویژن دیکھ رہا ہوتا۔ اس کی بیوی عمدہ چائے بنا کر دیتی۔"

ہیمنڈ نے اپنا سر جھٹکا اور سیاہ رات میں اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگا۔ وائپر بیکار حرکت کر رہے تھے، کار جھُوم رہی تھی اور ٹائر چرچرا رہے تھے۔ سگار کا دُھواں بوجھل ہوا میں اٹکا ہُوا تھا۔ اب اُسے کار آہستہ چلانی تھی۔ یُوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ طویل مدّت سے کار چلا رہا ہے۔ پھر موٹر نے ایک ہچکی لی۔ پٹرول کا آخری گھُونٹ بھی ہڑپ کیا اور خاموشی سے رُک گئی۔

ہیمنڈ اسٹیئرنگ کے پیچھے بیٹھا بڑبڑا رہا تھا —— اُسے یہ بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ اس تاریکی میں پیدل چلنے کا بھی کوئی فائدہ نہ تھا۔ بارش تیز تھی۔ ہیمنڈ نے آہ بھری اور کار میں رات گزارنے پر تیار ہو گیا۔ بیٹری پُرانی تھی اس لیے اُس نے روشنی گُل کر دی، مگر تنگ و تاریک سڑک پر روشنی کے بغیر رہنا خطرناک تھا، کیونکہ کوئی اور کار بھی آ سکتی تھی۔ اُس نے گلو بکس میں سے فلائیر نکالا، اپنا کالر اُوپر اُٹھا کر دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ بارش نے اُسے دبا لیا؛ تاہم وہ چند قدم پیچھے گیا اور سڑک پر فلائیر رکھ کر بٹن دبا دیا۔ سُرخ روشنی جھلملانے لگی۔ ماحول بڑا غیر حقیقی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ چند لمحے وہاں ٹھہرا رہا اور درختوں کو سُرخ و سیاہ ہوتے دیکھنے لگا۔ اس کا سگار بجُھ گیا تھا۔ وہ درختوں کو دیکھ رہا تھا کہ اُسے کوئی شے آتی دکھائی دی۔ وہ حیرت سے تکتا رہا اور پھر اُس کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سگار اُس کے ہاتھ سے چھُوٹ گیا۔ اُس نے چیخنے کے لیے مُنہ کھولا، مگر آواز حلق میں ٹُوٹ گئی۔ ہیمنڈ ایک دم پلٹ کر بھاگا اسے کچھ معلوم نہ تھا وہ کدھر جا رہا ہے۔ وہ اپنی کار کے پاس سے گزر گیا۔ خوف کے مارے وہ گونگا اور بہرہ ہو گیا تھا۔ پچاس گز دوڑا ہو گا کہ وہ گرفت میں آ گیا۔

(۴)

ویدربائی آگ کے پاس بیٹھا بَیل کے بیان پر غور خوض کر رہا تھا۔ بڑا ہی آرام وہ کمرہ تھا۔ اس میں داداجان کا کلاک باقاعدگی سے ٹِک ٹِک کر رہا تھا اور اس کا لنگر قوس بناتا ہُوا روشنی منعکس کر رہا تھا۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ خوبصورت جلد کی کتابیں رکھی تھیں۔ قالین بہت نرم اور دبیز تھا۔ کھڑکیوں پر بھاری پردے پڑے تھے۔ ویدربائی اپنے خیالات میں گم، کمرے کے ماحول سے لاتعلّق، بائرن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اُس نے متعدّد بار بائرن کے ساتھ شکار کھیلا تھا۔ ہندوستان، افریقہ اور آخری بار کینیڈا کے جنگلوں میں۔ کینیڈا کی مُہم اُسے پُوری طرح یاد تھی۔ بائرن اکیلے ایک ریچھ مارنا چاہتا تھا۔ اُس کے پاس شاندار بندوقیں تھیں، مگر اُس نے ۳۰۰۶ء کی بندوق گائیڈ سے مستعار لی۔ یہ ایک اچھی بندوق تھی لیکن اس کام کے لیے بہت ہلکی اور اُس نے اس بندوق سے کبھی فائر بھی نہ کیا تھا۔ ویدربائی نے احتجاج کیا مگر بائرن ان لوگوں میں سے نہیں جو عقل کی بات پر دھیان دیتے ہیں۔ دُور ایک پہاڑی پر ویدربائی انتظار کر رہا تھا جسے سبز جھاڑیوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ خزاں کا موسم، مگر جنگل میں رنگ و بُو کا طوفان آیا ہُوا۔ درخت سُرخ پھُولوں کی کثرت سے آتش بداماں نظر آتے۔ زمین گزشتہ رات کی برفباری کے باعث بھُربھُری ہو گئی تھی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ بائرن لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس سمت جا رہا ہے جہاں ریچھ کی موجُودگی کا قوی امکان تھا۔ آہستہ آہستہ وہ اُس کی نظروں سے اوجھل ہوتا جاتا تھا۔ بائرن کی شکل دھندلی سی نظر آنے لگی۔ اُس کا سُرخ کوٹ سبز پتّوں میں سے جھلک رہا تھا۔ وہ موثر فاصلے سے آگے نکل گیا تھا اور یہاں سے ویدربائی اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ بائرن کا انحصار اب مطلقاً اپنے آپ پر تھا۔ بائرن گھنے جنگل میں پہنچا، تو ریچھ سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے فاصلے سے ریچھ کا قد و قامت دیکھ کر ویدربائی بھونچکا رہ گیا۔ اُس نے بائرن کو بندوق اُٹھاتے دیکھا۔ چودہ سو پاؤنڈ کے غضبناک وحشی کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا آدمی چند گز کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ جب ریچھ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہُوا، تو اُس کا سَر بائرن کے سَر سے تین فٹ بلند نظر آیا اور پھر ریچھ کا توازن بگڑ گیا اور وہ بل کھانے لگا۔ خاصی دیر بعد ویدربائی کے کان میں بندوق چلنے کی ہلکی سی آواز آئی۔ بائرن نے پلٹ کر بندوق اُٹھائی اور ویدربائی کو آگے آنے کا اشارہ کیا اور ویدربائی آگے چل پڑا۔

بائرن ریچھ کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے صرف ایک فائر کیا تھا۔ جب ریچھ نے گرجنے کے لیے مُنہ کھولا، تو گولی اس کے تالو میں سے ہو کر دماغ میں پہنچ گئی۔ شکار پر اور کہیں گولی کا نشان نہ تھا۔

"عمُدہ نشانہ!" ویدربائی نے کہا۔

"اتنے فاصلے سے میرا نشانہ خطا نہ ہو سکتا تھا۔"

"۳۰۰۶ء کی بندوق بھی ریچھ کو ہلاک کر سکتی ہے بشرطیکہ گولی صحیح مقام پر لگے۔"

بائرن بہت جوش میں تھا۔" بھاری ہتھیار کیوں استعمال کروں جبکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ؛ ایسا کرنے سے آدمی سُست ہو جاتا ہے۔"

"تم پاگل ہو!" ویدربائی نے کہا۔ بائرن نے مجنونانہ مسرّت سے ایک قہقہہ لگایا۔

بعد میں کیمپ کی آگ کے قریب بیٹھے ہُوئے بائرن کا انداز یک لخت فلسفیانہ ہو گیا۔ اس کی وقتی مسرّت ختم ہو چکی تھی۔ وہ تنہا تھے۔ گائیڈ شکار کے مقام پر ریچھ کی کھال اُتار رہا تھا۔ ویدربائی ابھی تک بائرن کے اس خطرناک اقدام پر پریشان تھا۔ ایک ایسا اقدام جو پاگل پن کی حدوں کو چھُو رہا تھا۔

"جان! کیا تم سمجھ نہیں سکتے ؟" اُس نے انتہائی عاجزی سے کہا۔

"مَیں نہیں جانتا۔ مَیں اس جذبے کو بھی دیکھتا ہوں اور اس کمال کو بھی؛ تاہم یہ خودکشی کے مترادف ہے۔ بائرن! کسی دن . . . "

بائرن نے اشارے سے اُسے خاموش کر دیا۔ آگ کی روشنی میں اُس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"جان! ہم صرف خطرات ہی میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ خطرات قبول کر کے ہی ہماری زندگیاں اپنی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتی ہیں۔ تہذیب کی پروردہ شہری زندگی کے مقابلے میں ہماری زندگی کتنی بھرپُور ہے! وہاں زندگی نہیں، کوئی خطرہ نہیں اور کوئی مسرّت نہیں۔ وہاں خطرے کی کوئی بات ہی نہیں۔ جان! ہم جس طرح جان لیتے ہیں، اسی طرح زندگی دیتے بھی ہیں۔ وہ ریچھ کبھی اتنا زندہ نہیں تھا، جتنا زندہ وہ اس وقت تھا جب گولی اس کے دماغ میں داخل ہوئی۔ اگر ہم شکاری لوگ زیادہ زندہ اور چوکنّے ہوں، تو اس کا اثر ہمارے شکار پر بھی ہوگا۔ جان! مَیں جنہیں ہلاک کرتا ہُوں، ان سے محبّت کرتا ہُوں۔ وہی شکار مجھے ہلاک کر دیتے اگر مَیں سُست ہوتا یا میرا مشاہدہ ناقص ہوتا یا میرا نشانہ خطا ہو جاتا۔ مَیں ان سے محبّت کرتا ہوں۔ تم جانتے ہی ہو جنگلی مخلوقات کے ساتھ میرا رُوحانی تعلّق ہے۔ مَیں ان کے خیالات و احساسات کا اندازہ لگا سکتا ہُوں۔ ایسا کوئی جانور نہیں جس پر قابو نہ پا سکوں۔ ایسی کوئی حیوانی سطح نہیں جس پر ان سے نہ مِل سکوں۔"

"مَیں انہیں مارنا پسند کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ مَیں اسی طرح مارا جانا بھی پسند کرتا ہوں۔ اسی خاص انداز میں . . ."

یہ آخری موقع تھا جب انہوں نے اکٹھے شکار کیا۔

ویدربائی ان الفاظ کو یاد کرتے ہوئے بے نام سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ بائرن اس کو اکثر ایسے ہی مبہم انداز میں بے چین کر دیا کرتا تھا۔ اس طرح کی بے چینی اُسے اس وقت محسوس ہوتی جب کسی جانور کا انداز انوکھا ہوتا اور یہ فیصلہ نہ کر پاتا کہ اس پر وار کرے یا بھاگ جائے۔

بائرن میں بہت سی حیوانی خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ وہ ایک عجیب آدمی تھا۔ ویدربائی اُس سے دوبارہ ملاقات کی توقع کر رہا تھا۔ پھر اُسے خیال آیا رات ڈھل گئی ہے اور اُسے صبح جلد اُٹھنا ہے۔

وہ الارم کے خلاف تھا۔ وہ اپنے ذہن کو مقرّرہ وقت پر اُٹھنے کا حکم دے دیتا تھا، مگر اس صلاحیّت سے کام لیے اُسے خاصی مدّت گزر چکی تھی اس لیے یقین نہ تھا کہ اب بھی اس میں یہ صلاحیّت پُوری طرح موجُود ہے۔ سونے کا فیصلہ کر کے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہُوئی۔ گھنٹے پر نظر ڈالتے ہی اس کی تیوری چڑھ گئی۔ یہ ملنے کا کونسا وقت ہے ؟ غیر متوقّع ملاقات تو اُسے کسی وقت بھی پسند نہ تھی۔ اُس نے ناگواری سے کندھے اُچکائے اور ہال میں سے ہوتا ہُوا دروازے کی طرف بڑھا۔ دہلیز پر بَیل حیران پریشان کھڑا تھا۔

"بے وقت تکلیف کے لیے معذرت خواہ ہُوں۔"

"کوئی بات نہیں، تشریف لائیے !"

بَیل اپنے دونوں ہاتھوں میں ہیٹ تھامے اندر داخل ہُوا — وہ بے یقینی کا شکار تھا اور اپنے خیالات میں گُم۔

"کیا آپ کوئی بات بتانی بھُول گئے تھے ؟"

بَیل نے سر ہلایا۔

"مطالعہ گاہ میں چلیے۔ وہاں آگ روشن ہے۔ کیا آپ کچھ پئیں گے ؟"

"میرے پاس وقت نہیں، جان! مجھے فوراً ڈارٹ مور جانا ہو گا۔ مَیں چاہتا ہوں آپ بھی ساتھ چلیں۔"

"آج رات!" ویدربائی نے حیران ہو کر پُوچھا۔ اس کو یہ تجویز پسند نہ آئی تھی۔

"کیا صبح تک انتظار نہیں کیا جا سکتا ؟"

"مَیں چاہتا ہوں آپ تازہ کھوج پر ایک نظر ڈال لیں۔ ایک قتل اور ہو گیا ہے۔"

(۵)

پولس کا ڈرائیور بڑا ہی ماہر تھا۔ کار تیزی سے چل رہی تھی۔ سڑک بالکل سنسان۔ ویدر بائی اور بیل پچھلی نشست پر بیٹھے تھے۔ ویدر بائی اپنی شکاری بندوق ساتھ لایا تھا اور پرانی شکاری جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ انہوں نے زیادہ باتیں نہ کیں۔ بیل تھکا ماندہ نظر آتا تھا اور متواتر سگریٹ پھونکے چلا جا رہا تھا۔ وہ ایک سیاہ رات تھی۔ لندن کی روشنیاں پیچھے رہ گئی تھیں۔ سالسبری کے میدانوں میں وہ اس طوفان کی طرف رواں دواں تھے جو مغربی علاقے کی طرف سر اُٹھا رہا تھا۔ سڑک کی پھسلن ڈرائیور کے لیے دشواری کی بات نہ تھی۔ ابھی سپیدۂ سحر نمودار ہی ہُوا تھا کہ وہ برج ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں جا کھڑے ہُوئے۔

ڈرائیور نے ایک نقشہ دیکھا اور کار کو پارکنگ لاٹ سے نکال کر شمال کو جانے والی ایک چھوٹی سی سڑک پر موڑ دیا۔ اب اُسے آہستہ چلنا پڑا۔ اب وہ جھاڑیوں میں سے گزر رہے تھے۔ ایک گوشے سے خیرہ کُن تیز روشنی پڑ رہی تھی۔ تمام علاقہ پولیس سے بھرا ہُوا تھا۔ پولیس کی چند گاڑیاں سڑک کے ایک کنارے کھڑی نظر آئیں۔ سراغرساں تھرلو نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ اس کا چہرہ سنجیدہ تھا، ہاتھ میں ٹارچ۔ اس کے جُوتے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔

"مَیں نے لاش وہیں پڑی رہنے دی۔" اُس نے کہا۔

"شناخت؟" بیل نے پُوچھا۔

وہ کار سے نیچے اُتر آیا۔ ویدر بائی دوسرے دروازے سے نکلا۔

"ہاں، ڈرائیونگ لائسنس اور کریڈٹ کارڈ دستانوں کے بکس سے ملے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے مقتول کا نام ہیمنڈ ہے۔ وہ لندن کا ایک سیلز مین تھا۔ قاتل ان درختوں میں سے آیا اور ہیمنڈ کم و بیش پچاس گز بھاگا، مگر پکڑا گیا۔" تھرلو نے کہا۔ بیل نے دُور تک سڑک پر نظر ڈالی۔

"وہ اپنی کار کے پاس سے گزرا؟" تھرلو نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا تمہارے خیال میں اس نے کار میں داخل ہونے اور دروازہ مقفّل کرنے کی کوشش کی؟" بیل نے پُوچھا لیکن یُوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی اور سے نہیں، اپنے آپ سے سوال کر رہا ہے۔

تھرلو نے کہا: "تمام دروازوں میں تالے لگے ہیں، مگر میرا خیال ہے اس کے پاس دروازہ کھولنے کا وقت نہ تھا۔ اُسے خوف کی وجہ سے خیال آیا ہی نہیں۔"

ویدر بائی گھوم کر پولیس کار کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ بندوق سنبھالے ہوئے تھا۔ تھرلو نے نگاہ اُٹھائی اور بیل نے ان کا تعارف کرایا۔ انہوں نے ہاتھ ملائے۔ تھرلو کی ہتھیلی بھیگی ہُوئی تھی۔

"اور کوئی بات؟" بیل نے پُوچھا۔

"وہی بات۔ نشانوں کی کثرت۔ اسی طرح کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ بالکل وہی سانحہ جو رینڈل کو پیش آیا تھا۔"

"لاش کس نے دریافت کی؟"

"ایک ادھیڑ عمر شخص نے جو اپنی لڑکی کے ہاں سے سائیکل پر گھر جا رہا تھا۔ اس وقوعہ کے چند ہی منٹ بعد وہاں سے گزرا ہوگا، کیونکہ مَیں جب یہاں پہنچا، تو مقتول کا جسم ابھی گرم تھا۔"

"آئیے ہم لاش پر ایک نظر ڈالیں۔"

وہ ہیمنڈ کی کار کے پاس سے گزرے۔ ویدر بائی ابھی تک رائفل تھامے ہُوئے تھا۔ لاش ربڑ کی چادر سے ڈھانپ دی گئی تھی۔ چادر کے کناروں سے خون رِس رِس کر سڑک پر گر رہا تھا۔ ایک کانسٹیبل جس کا چہرہ بہت سفید تھا پاس چوکنا کھڑا تھا۔

"چادر اُتار دو۔" بیل نے کہا۔

کانسٹیبل نے چادر کھینچ لی۔ ویدر بائی جھجک کر پیچھے ہٹا۔

لاش کا بُری طرح مُثلہ کیا گیا تھا۔ پیٹ پھٹا ہُوا اور آنتیں باہر نکلی ہوئیں۔ ویدر بائی نے اس طرح کی لاش پہلے بھی دیکھی تھی۔ اس کا پہلا اندازہ یہی تھا کہ یہ چیتے کی کارستانی ہے۔ نوجوان کانسٹیبل تیزی سے اُٹھا اور سڑک کے کنارے کی طرف چل پڑا۔

"کیا تمہیں سَر ملا؟" بیل نے پُوچھا۔

"نہیں، سَر غائب ہے۔" تھرلو نے کہا۔

ویدر بائی نے سوچا چیتا ایسا نہیں کر سکتا۔

"ہاں، تو جان! کیا خیال ہے؟" بیل نے پُوچھا۔

ویدر بائی گھٹنوں کے بل گیلی زمین پر جھکا ہُوا غور سے کھوج دیکھ رہا تھا۔ دُور درختوں میں ایک سراغرساں نقشہ بنانے میں مصروف تھا۔ دوسرا تصویر اُتار رہا تھا۔ ان کے پیچھے ایک جماعت کار کے اندر اور باہر اُنگلیوں کے نشان محفوظ کر رہی تھی اور مختلف فاصلوں کی پیمائش ہو رہی تھی۔ . .

ویدر بائی نے اُوپر نظر اُٹھائی، تو اُس کی تیوری چڑھی ہوئی تھی۔

اچانک فوٹوگرافر کے کیمرے میں بیل کا چہرہ منعکس ہُوا۔

"مجھے معلوم نہیں، مجھے کچھ خیال نہیں کہ مَیں نے ایسے نشان پہلے بھی دیکھے ہوں۔ اس جگہ نشان ایک بہت بڑے نیولے کے سے ہیں۔ دیکھیے پنجوں کے نشان کتنے گہرے ہیں، لیکن پیچھے نشان مختلف ہیں۔"

"مختلف؟" بیل نے تیزی سے پُوچھا۔

ویدر بائی نے سر ہلایا۔

"آپ کا خیال ہے جانور دو تھے۔ دو مختلف جانور؟"

"شاید! یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ جب وہ جانور دوڑتا ہے، تو اس کے نشان تبدیل ہو جاتے ہیں۔ آپ چال دیکھ سکتے ہیں۔"

بیل نے سر ہلایا۔ ویدر بائی گھٹنے سہلاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"وہ اس مقام تک چلتا ہُوا آیا۔" ویدر بائی نے کہا۔ اس نے پیچھے سڑک پر نظر ڈالی۔

"وہ یہاں تک چل کر آیا ——— پھر وہ اپنے شکار کے تعاقب میں دوڑنے لگا اور یہیں سے نشان تبدیل ہو جاتے ہیں، لیکن بیل! جب وہ چلتا ہے، تو دو پاؤں پر چلتا ہے۔"

کچھ وقت کے لیے وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

"کیا آپ کھوج لگا سکتے ہیں؟" بیل نے پُوچھا۔

"شاید، شاید مجھے دن کی روشنی کی ضرورت ہے۔"

"ہم واپس برج ہوٹل جا کر صبح ہونے کا انتظار کر سکتے ہیں۔"

"اگر ہمیں صرف اتنا معلوم ہو جائے کہ ہم جس کی تلاش کر رہے ہیں وہ آدمی ہے یا جانور . . ."

"کوئی ایسی چیز جو دو ٹانگوں سے چلتی ہے، مگر چار ٹانگوں سے دوڑتی ہے۔" بیل نے کہا۔

"یا دونوں کا مجموعہ ہے۔" تھرلو نے لقمہ دیا۔

بیل نے اس پر ایک نظر ڈالی اور تھرلو نے مسکینی سے کندھے اُچکائے۔

"کیا تمہیں ایسے وجود کا یقین ہے؟" بیل نے پُوچھا۔

"ہرگز نہیں!"

لیکن وہ بہت عجیب سا نظر آ رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر آنے والے خطرات اور خوف کے اثرات نمایاں تھے۔

(۶)

جان ویدر بائی اور بیل صبح کے قریب تھکے ماندے برج ہوٹل واپس آئے۔ بارش تھم چکی تھی، مگر دُھند چھائی ہوئی تھی۔ وہ لاؤنج میں ایک کھڑکی کے قریب بیٹھ گئے۔ یہ ناکامیوں سے بھرپور ایک طویل رات تھی۔ ویدر بائی نے صبح کی روشنی میں کھوج تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ بیل چپ چاپ اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ کھوج سڑک کے آگے چند سو گز تک چلے گئے تھے۔ وہ کسی وحشی جانور کے نقوشِ قدم معلوم ہوتے تھے، مگر پھر غائب ہو گئے۔ انہوں نے وسیع دائرے میں بار بار چکر لگایا لیکن کہیں کوئی نشان نہ ملا۔

واپس آئے، تو گلی میں ایک پولیس کار ان کی منتظر تھی۔ ڈرائیور ایک طرف جھکا ہوا سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ ہیمنڈ کی لاش وہاں سے ہٹا لی گئی تھی، مگر خون کا سیاہ دھبّہ مقامِ واردات پر ابھی تک نمایاں تھا۔ وہ کار میں سوار ہوئے اور ہوٹل کی طرف چل پڑے۔

"اب کیا خیال ہے؟" جان نے پُوچھا۔

"مَیں کُتّے منگوا رہا ہوں، مگر مجھے ان پر اعتماد نہیں۔ آپ بھی تو کوئی رائے دیں۔" بیل نے کہا۔

"عجیب معمّا ہے یہ۔" ویدر بائی نے کہا: "بس خراشیں سی ہیں اور جو زخم ہیں وہ بھی ہلکے سے جیسے بلّی نے نوچ لیا ہو۔ ہاں آنتیں نکلی ہوئی ہیں۔ کوئی طاقت ور جانور ہوتا، تو ہڈیاں توڑ دیتا، مگر یہاں تو پیٹ پھٹا ہوا ہے۔ بظاہر کسی چیتے کی کارستانی معلوم ہوتی ہے . . . لیکن کٹی ہوئی گردن اس ساری قیاس آرائی پر پانی پھیر دیتی ہے۔ چیتے ایسا ہلکا پھلکا جانور یُوں صفائی سے گردن نہیں کاٹ سکتا۔ کوئی بے حد طاقت ور جانور ہی گردن الگ کر سکتا ہے۔"

بیل نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے سر ہلایا: "اور کھوج کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟" اُس نے پُوچھا۔

"کھوج بجائے خود بہت عجیب ہے۔"

"ایسے جانور بھی تو ہو سکتے ہیں، جو پچھلی ٹانگوں پر چلتے ہیں، مگر دوڑتے چاروں ٹانگوں پر ہیں۔" بیل نے کہا۔

"ہاں بندر بھی ہو سکتا ہے اور ریچھ بھی، لیکن وہ بھی تھوڑی دُور تک . . . مزید پریشان کُن بات یہ ہے کہ یہ جانور دوڑتا ہے، تو نشان بدل جاتے ہیں۔ مَیں نے نشانوں کی پیمائش کی ہے۔ کم و بیش ڈھائی من کا جانور ہوگا۔ چیتے کا وزن اتنا ہی ہوتا ہے، لیکن دوڑتے وقت اس جانور کے نقوشِ پا نسبتاً بہت ہلکے ہو جاتے ہیں۔ یُوں معلوم ہوتا ہے وہ زمین کو چھو کر گزرتا ہے۔ گویا اس کی رفتار اتنی تیز ہے کہ اس کے پاؤں زمین کو چھُوتے ہوئے پڑتے ہیں؟"

"ہاں، لیکن پھر ایک اور پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"مقتول ہیمنڈ کم و بیش چالیس گز تک دوڑا۔"

"ترپن گز اور کچھ انچ ـــ" بیل نے کہا۔

"ہاں، لیکن ایسا تیز رفتار جانور اپنے شکار کو اتنی دور تک دوڑنے کی مہلت کیسے دے سکتا ہے؟"

"شاید وہ بلّی کی طرح اپنے شکار سے کھیلتا رہا ہو۔"

"ممکن ہے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

خاصی دیر تک خاموشی چھائی رہی اور پھر بیل بڑبڑایا۔

"ایک جانور . . . ایک مخلوق — ایک ہستی جو اپنی مرضی کے مطابق اپنی ہیئت تبدیل کر سکتی ہے۔" ویدربائی جانتا تھا اس کا مطلب کیا ہے۔ بیل کے ذہن میں بھتر لو کی باتیں گونج رہی تھیں۔

"اس کی کچھ نہ کچھ توجیہہ کی جا سکتی ہے۔" ویدربائی نے کہا۔

"بعض حقائق ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں یا شاید انہیں معمولی سمجھ کر ہم نظر انداز کر بیٹھے ہیں۔"

"بے شک!" بیل نے کہا۔

خادم نے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا۔

بیل نے اُسے اشارے سے اندر بلایا۔ وہ ایک دہشت زدہ کوتاہ قامت شخص تھا۔

"جناب؟"

"کافی!" بیل نے کہا۔

"بہتر جناب!"

"اور ہاں، کاغذ بھی لاؤ۔"

"کاغذ جناب؟"

"ہاں کاغذ! کچھ لکھنے کے لیے۔"

"بہتر جناب!"

خادم نے شانے پھیلائے اور واپس چلا گیا۔

"یہ ایسا شخص ہے جس نے کبھی قانون شکنی نہیں کی۔" بیل نے اپنی پیشہ ورانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ایک شخص جو انصاف حاصل کرنے کے لیے قانون کو موڑنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔"

"ہم کچھ نہیں جانتے۔" ویدربائی نے کہا۔ "اس قسم کے قتل کا کھوج لگانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اس وقت تک انتظار کیا جائے، جب تک کوئی نظیر یا خاص انداز ثابت نہ ہو جائے لیکن یہ کوئی اطمینان بخش طریقہ نہیں۔ اس انتظار میں کتنی ہی اور اموات ہو سکتی ہیں۔" وہ پھر اپنے موضوع کی طرف مڑ گیا۔

"کیا جانوروں کا بھی کوئی خاص انداز ہوتا ہے، جان؟"

"یقیناً! انسانوں سے بھی بڑھ کر۔"

"کیا یہ قاتل بھی اس انداز پر پورا اترے گا؟"

"ہاں، اس کا انحصار اس کی ہلاکت خیزیوں پر ہے، لیکن وہ اپنے شکار کو نہیں کھاتا اس لیے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھوک مٹانے کے لیے شکار کرتا ہے۔ بہرحال اس کا خاص انداز دریافت ہونے تک انتظار کرنا پڑے گا۔"

خادم ایک کشتی میں کافی اور کاغذوں کی گڈی لیے داخل ہوا۔ احتیاط کے ساتھ تمام اشیا میز پر رکھیں اور چلا گیا۔ بیل نے ایک کاغذ اپنے سامنے پھیلا لیا۔

"دونوں قتل کم و بیش ایک میل کے اندر ہوئے ہیں۔" اس نے کہا۔

پھر بال پوائنٹ قلم سے نشان لگائے اور بولا،

"اگر یہ کوئی جانور ہے، تو لازماً اس علاقے میں اس کا کوئی ٹھکانا ہوگا۔ کوئی غار، بھٹ یا درخت۔"

ویدربائی نے اثبات میں سر ہلایا، لیکن بیل کاغذ کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کا قلم تیزی سے چل رہا تھا۔ جلد ہی اس نے ایک نقشہ تیار کر لیا جس میں تمام اہم مقامات شامل تھے اور سارے علاقے کی حد بندی کر دی گئی تھی۔

"ملاحظہ فرمائیے، ان دونوں مقاماتِ واردات کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں۔" بیل نے کہا۔

"کتنا ہے؟"

"تقریباً دو میل۔"

"بائرن کا مکان کہاں ہے؟"

"بائرن کا مکان؟"

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

بیل نے کاغذ پر ایک لکیر اور ایک مربع کا اضافہ کر دیا۔ یہ لکیر ایک تنگ گلی کو ظاہر کرتی تھی، جو بڑی گلی میں سے مغرب کی طرف نکلتی تھی اور اس کے سرے پر بائرن کا مکان تھا۔ جہاں سے چھوٹی گلی نکلتی تھی وہاں بالکل قریب ہیمنڈ ہلاک ہوا تھا۔

ویدربائی فاصلے کا اندازہ کرنے لگا۔ بیل پھر کاغذ پر نشان لگا رہا تھا۔ اب اس نے پہاڑی سلسلے کا نقشے میں اضافہ کیا، جو ندی اور گلی کے درمیان متوازی گزرتا تھا۔

ویدربائی کے ذہن میں ایک خیال کوندا۔ اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا اور نگاہیں اوپر اٹھائیں۔

بیل نے پوچھا۔ "کوئی نیا خیال؟"

"ہم خود شیر پکڑنے کا طریقہ کیوں نہ اختیار کریں؟"

"یعنی دام بچھائیں —؟"

ویدربائی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن یہ انسانی شکار کو پسند کرتا ہے اور ہم کسی انسان کو داؤں پر نہیں لگا سکتے۔"

"لاش کو وہیں پڑا رہنے دیں تو . . .؟"

"جان! یہ انگلستان ہے۔ ہم قانوناً ایسا نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اگر میں خود اس کا انتظار کروں۔ کسی خاص مقام پر نہیں، بلکہ رات کے وقت جنگل میں اور سڑک پر اِدھر اُدھر گھومتا رہوں۔"

"تو آپ خود کو شکار بنائیں گے۔" بیل کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ "میں آپ کو یہاں اس لیے نہیں لایا تھا۔"

"ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے، بڑی مدت ہوئی . . ."

بیل نے سر جھٹکا اور بولا: "میں آپ کو اکیلے نہیں جانے دوں گا۔"

"جیسٹن! یہ اکیلے شکاری کا کام ہے، کسی گروہ کا نہیں۔ زیادہ لوگ ہوئے، تو وہ چوکنا ہو جائے گا۔ آپ کی اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے رات کے وقت جنگلوں میں گھومنے کا پورا حق ہے۔"

"ہاں، میں آپ کو روک نہیں سکتا۔"

"ممکن ہے یہ چال کامیاب ہو جائے۔ اِسے آزمانا چاہیے جیسٹن!"

ابھی تک بیل کی پیشانی شکن آلود تھی۔ اس نے کافی کی چسکی لی۔

"آخر نقصان کیا ہے؟" ویدربائی نے پوچھا۔

"نقصان؟ آپ کے سر کا۔"

"شاید میں بائرن کو اپنے ساتھ ملا لوں۔" ویدربائی نے کہا پھر اس نے نقشے پر نظر ڈالی۔ "ہم اکٹھے مردم خوروں کا شکار کرتے رہے ہیں۔ میں آج سہ پہر اس کے ہاں جاؤں گا، اور رات اس تدبیر کو آزماؤں گا خواہ بائرن کے ساتھ یا اکیلا۔"

"میں آپ کو سرکاری طور پر روک نہیں سکتا۔ کیا آپ کے پاس بندوق کا لائسنس ہے؟"

"ہاں!"

"کس قسم کی مدد چاہیے؟"

"ضرورت ہوئی تو کہہ دوں گا۔" ویدربائی نے کہا۔

"میری کار لیتے جائیے۔"

اس نے خادم کی آنکھیں ایک گوشے سے جھانکتی ہوئی دیکھ لیں جو فوراً ہی غائب ہو گئیں۔ اور کھسر پھسر کی آوازیں آئیں۔

اچانک ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ کوتاہ قامت اور گنجا۔ آنکھوں میں نرمی تھی۔ پرانی سی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ نوٹ بک اور قلم جیب میں تھا۔ کوئی نامہ نگار معلوم ہوتا تھا۔

"اُف خدایا! اخبار والے!" بیل تقریباً چیخ اٹھا۔

نو وارد نے اپنا ہاتھ ویدربائی کی طرف بڑھایا: "سراغرساں سپرنٹنڈنٹ بیل؟"

"کیا میں سراغرساں نظر آتا ہوں؟" ویدربائی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"آئرن روز!" نامہ نگار نے کہا اور اپنے اخبار کا نام بھی بتایا۔ پھر وہ بیل کی طرف بڑھا اور مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ بیل نے ترش روئی سے دیکھا۔

"سراغرساں سپرنٹنڈنٹ بیل؟" روز نے پوچھا۔

"کیا میں سراغرساں دکھائی دیتا ہوں؟" بیل بڑبڑایا۔

ویدربائی مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ روز کھڑا اپنی کھوپڑی کھجلاتا رہا۔

(۷)

ڈرائیور کو بائرن کا مکان معلوم تھا۔ وہ ہوٹل سے روانہ ہو کر شاہراہ کو عبور کرتے ہوئے مڑ گئے۔ اسی راستے سے وہ جائے واردات پر گئے تھے۔ دھند ابھی تک چھائی ہوئی تھی۔ ویدربائی سوچنے لگا رات کو یہ علاقہ کتنا خوفناک لگتا ہوگا۔ "بائرن کے ہاں تمہیں میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔" اُس نے ڈرائیور سے کہا۔ وہ چلتے رہے اور کوئی ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد بائرن کے مکان پر پہنچ گئے۔ ویدربائی اُتر گیا اور ڈرائیور واپس ہو گیا۔

ویدربائی منہ میں پائپ دبائے ایک لمحے تک کھڑا پرانے زمانے کے جاگیردار کا محل دیکھتا رہا۔ گزرنے والی صدیوں نے اپنے گہرے نقوش اس پر چھوڑے تھے۔ عمارت بڑی اُداس اُداس نظر آتی تھی۔ عقب سے لکڑی کاٹنے کی آواز آ رہی تھی۔ ویدربائی آگے بڑھا، تو آواز ختم ہو گئی اور بائرن کندھے پر کلہاڑا رکھے عمارت کے ایک پہلو سے آتا نظر آیا۔ ویدربائی کو دیکھ کر مسکرایا اور گرمجوشی سے آگے بڑھا۔

"میں آپ کی آمد کا منتظر تھا۔" اُس کے ہاتھ کی گرفت ہمیشہ کی طرح مضبوط تھی۔ اپنے مکان کی طرح وہ بھی امتدادِ زمانہ کے اثرات سے محفوظ تھا۔ وہ چھریرے بدن کا کشیدہ قامت شخص تھا۔ چہرے پر تازگی اور آنکھوں میں زندگی کی چمک تھی۔ بال ترشے ہوئے، لباس قدیم وضع کا تھا۔ اس نے کلہاڑا زمین پر ٹکایا اور اس کے دستے پر جھک گیا۔

"بیل نے آپ کو اس ساحرانہ شکار میں شامل کر ہی لیا؟"

ویدربائی مسکرایا اور کندھے اُچکائے۔

"میرا خیال تھا آپ تیار ہو جائیں گے۔ بائرن کی آنکھیں اُوپر سے نیچے

کو حرکت کر رہی تھیں۔ ویدر بائی بے چین سا ہو گیا۔ اس کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔
اس نے پائپ کا کش لگایا اور پیچھے کی طرف دیکھا۔ بائرن نے قہقہہ لگا کر ویدر بائی
کے شانے پر زور سے ہاتھ مارا اور وہ مکان کی طرف چل پڑے۔

"حیرت ہے آپ نے پیش کش مسترد کر دی" ویدر بائی نے کہا۔

"ہاں، میرے اور بھی مشاغل ہیں۔ میں نے ابھی زندہ رہنا ترک نہیں
کیا، جان! میں آئندہ سال جنوبی امریکہ کی سیاحت کے متعلق سوچ رہا ہوں۔
کیا آپ کو اس سے دلچسپی ہے؟"

"نہیں! اب میں گوشہ نشین ہو چکا ہوں"

اب وہ مکان کے اندر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے، جہاں
شکار لٹکے ہوئے تھے۔ آگ دہک رہی تھی اور چرمی آرام کرسیاں اس کی
روشنی میں چمک رہی تھیں۔ وہ آگ کے قریب بیٹھ گئے۔ ویدر بائی نے اس ریچھ
پر نظر ڈالی جو بائرن نے اس کے سامنے بے حد ہلکی بندوق کی ایک ہی
گولی سے ڈھیر کر دیا تھا۔ وہ ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ اس کا دیو کا سا سر
فرش سے نو فٹ اونچا تھا۔

"کیا پیجیے گا؟" بائرن نے پوچھا۔

"کافی ہو جائے"

"گرانٹ!" بائرن چلایا۔

قدیم وضع قطع کا ایک شخص کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ بڑے
بڑے، اگر مڑے تڑے تھے۔ چہرے پر گہری لکیریں تھیں۔ ایک ٹانگ بھی ٹیڑھی
تھی۔

"کافی لاؤ" بائرن نے کہا۔

آدمی نے ناگواری سے سر ہلایا اور چلا گیا۔

"یہ میرا نوکر ہے" بائرن نے کہا۔

"مگر آپ تو نوکروں کو پسند نہیں کرتے"

"نہیں! مجھے غلامانہ ذہن کے نوکر ناپسند ہیں۔ گرانٹ بہت سست آدمی
ہے لیکن غلامانہ ذہنیت نہیں رکھتا۔ یہ ٹین کی کانوں میں کام کیا کرتا تھا۔ میں
نے اسے اس لیے نوکر رکھا ہے کہ اس نے پنجہ کشی میں قریب قریب مجھے
شکست دے دی تھی" بائرن نے کہا اور پھر بات کا رخ موڑ دیا: "اس مردم کش
کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟"

"بس ایک چیتال ہے۔ آپ نے سنا ہو گا۔ گزشتہ رات اس نے پھر
ایک آدمی ہلاک کر دیا"

"ہاں، سن چکا ہوں۔ کیا آپ نے کھوج تلاش کی ہے؟"

"ہاں، مگر۔ ۔ ۔"

بائرن اپنی کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گیا: "گویا آپ شناخت نہیں
کر سکے؟"

"میں ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکا"

"جان! آپ کے لیے مشکل بات تو نہ تھی۔ دس سال پہلے آپ یقیناً
پہچان لیتے"

ویدر بائی کے چہرے پر ناخوشگوار پرچھائیں نمودار ہوئیں: "یہ بل کہہ رہا
تھا آپ چرپے شناخت نہیں کر سکے" اس نے کہا۔

بائرن مسکرایا، کچھ کہنے کو تھا، مگر حقارت سے کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"اچھا! تو آپ نے شناخت کر لیے تھے؟"

"چرپے ہی نہیں کھوج بھی"

"آپ کو کوئی پریشانی نہیں؟"

"بالکل ٹھیک ہے"

ویدر بائی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ گرانٹ چاندی کی کشتی میں چائے
لے کر آ گیا اور کشتی ایک چھناکے کے ساتھ میز پر رکھ دی۔

"جان! میرا خیال ہے کہ آپ اس جانور کا کھوج لگا لیں گے" بائرن
نے کہا۔

"آج تو میں کامیاب نہیں ہوا"

"ایک بار پھر کوشش کیجیے"

ویدر بائی نے اسے گھورا۔

"ہوں، ایک جانور دو بار ہلاک کرتا ہے، تو شرط لگائی جا سکتی ہے
کہ وہ پھر حملہ کرے گا"

"آپ کے خیال میں یہ کوئی جانور ہے؟"

"بلا شبہ!"

"میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن وہ کونسا جانور ہے جو یوں سر کاٹ سکتا
ہے؟"

"اس کا انکشاف بے حد دلچسپ ہو گا" بائرن نے بڑے اطمینان
سے کافی کی چسکی لی۔ پھر بولا: "آپ کس قسم کی بندوق استعمال کر رہے ہیں؟"

"ونچسٹر"

"بہت بڑی بندوق ہے" بائرن نے کہا۔

"آپ نے نشان دیکھے ہیں، وہ کوئی بڑا جانور نہیں، مگر آپ ہمیشہ
ضرورت سے زیادہ اسلحہ استعمال کرتے ہیں۔ اس سے آدمی بے پروا ہو جاتا

ہے۔ ہاں آپ اُسے کس طرح تلاش کرنا چاہتے ہیں؟"

"عام طریقے سے۔ مَیں خود اس کا انتظار کروں گا اور اسے موقع دوں گا کہ وہ مجھے تلاش کرے۔"

"اس ناہموار علاقے میں رات کے وقت؟" بائرن کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی۔ "یہ تو جان! پرانے زمانے کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ سندا کا مردم خور تو نہیں بھولے ہوں گے۔" بائرن نے دیوار کی طرف اشارہ کیا۔

ویدربائی نے مڑ کر دیکھا۔ شیر کی آنکھیں انہیں شرارت سے گھورتی معلوم ہوتی تھیں۔ اُسے پورا قصّہ یاد آ گیا۔ تاریک رات اور خوفناک جنگل۔ وہ دونوں ایک ہندو دیہاتی کی آدھ کھائی لاش کے پاس شیر کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کی بیوہ لاش کے اس غلط استعمال پر بہت چیخی چلّائی، لیکن گاؤں کے مکھیا نے جذبات کے بجائے عقل سے کام لیا۔

"جان! آپ درخت پر بیٹھے منتظر تھے۔"

"اور آپ زمین پر لاش کے پاس۔"

"اور پھر شیر نمودار ہوا۔ آپ نے جھک کر فائر کیا، شیر درخت کی طرف جھپٹا اور پھر گر کر مر گیا ـــــ مجھے گولی چلانے کا موقع ہی نہ ملا۔ وہ دو سو انسانی جانیں لے چکا تھا۔

"وہ بھی کیسے دن تھے جان! مَیں نے آپ کو شاید بتایا تھا۔ مَیں بیتے دِنوں کی یادیں لکھ رہا ہُوں۔" بائرن کھڑا ہو گیا اور کھڑکی سے جھانکنے لگا۔ دُھند اور بادل نمودار ہو رہے تھے۔ مکان کے پیچھے زمین گھومتی معلوم ہوتی تھی۔

"کیا آپ میرا ساتھ نہیں دیں گے؟" ویدربائی نے کہا جو اُس کے پیچھے چلا آیا تھا۔

"یہ بات میرے مذاق کے خلاف ہے۔ آپ خود کو چارہ بنا کر پیش کر رہے ہیں، تو کریں مگر میرا اور آپ کا جوڑ نہیں رہا۔ آپ اب نازک ہو گئے ہیں۔"

"مَیں اور نازک؟" ویدربائی نے کہا۔

"خوب، شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن انسان اور جانور کے متعلق میرا اندازہ شاذ ہی غلط ہوتا ہے۔"

"اچھا، مَیں چلتا ہُوں۔" ویدربائی نے کہا۔

"جان! آپ ناراض ہو گئے۔" بائرن نے کہا۔

"شاید مَیں غلطی پر ہُوں۔ آؤ پنجہ آزمائی کر لیں۔ صرف ایک منٹ آپ نے میرا مقابلہ کر لیا، تو آپ کے ساتھ شکار میں شامل ہو جاؤں گا۔"

ویدربائی غصّہ سے پیچ و تاب کھاتا ہُوا بائرن کے سامنے بیٹھ گیا اور پنجہ آزمائی شروع ہو گئی۔

ویدربائی نے ایک دَم دباؤ ڈالا اور پہل کا فائدہ اُٹھانے کے لیے پورا زور لگا دیا، مگر بائرن لوہے کی طرح سخت تھا، اُس کا ہاتھ ہلا تک نہیں۔

"دس سیکنڈ۔" بائرن نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہُوئے کہا۔ "مَیں منتظر ہوں، جان!"

ویدربائی نے پُوری قوت سے دباؤ ڈالا۔ اس کا بازو پھڑکنے لگا، سینہ پھُول گیا، چہرہ سُرخ ہو گیا اور ہاتھ کانپنے لگا۔ بائرن نے اب جوابی زور لگایا ـ ویدربائی کا ہاتھ کمان بن گیا اور کلائی پیچھے مُڑ گئی۔ اُسے یُوں محسوس ہُوا ہڈیاں مُڑ گئی ہیں۔ پچاسویں سیکنڈ پر ویدربائی کا ہاتھ سُن ہو گیا اور طاقت جواب دے گئی اور اس کے ساتھ غصّہ بھی۔

"ہاں، مَیں بہت کم غلط فہمی میں مبتلا ہوتا ہُوں۔" بائرن نے ویدربائی کا ہاتھ چھوڑتے ہُوئے کہا۔

"جان! اس مُہم میں مَیں تمہاری خوش بختی کے لیے دُعاگو ہُوں۔"

ویدربائی تنگ گلی میں سے واپس چل پڑا۔ اس کا بازو دُکھ رہا تھا۔ وہ اپنی ناکامی کے احساس میں گُم تھا۔ اُسے اپنی ذات پر شُبہ ہونے لگا تھا۔ "شاید بائرن ٹھیک ہی کہتا ہے۔" اُس نے سوچا۔

(۸)

تیز ہَوا کے جھونکے آ رہے تھے۔ ویدربائی نے کش لگایا، تو اس کا پائپ چٹخا۔ پائپ رات کی سردی میں ایک گرم ساتھی تھا۔ ویدربائی نے گرم لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ اس کے پاس برانڈی کی ایک بوتل اور ٹارچ بھی تھی۔ ٹارچ بُجھی ہُوئی تھی، مگر بندُوق بھری ہُوئی۔ بندُوق کا سیفٹی کیچ اس کے انگوٹھے کے نیچے تھا۔ وہ ندّی کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ اُبھری ہُوئی چٹانوں کے سیاہ ہیولے دُور تک پھیلے ہُوئے تھے۔ وہ اندھیرا چھاتے ہی ہوٹل سے چل پڑا تھا۔ اُس کی منزل وہ جگہ تھی جہاں رینڈل ہلاک ہُوا تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ چٹانوں سے اُوپر سے ہوتا ہُوا کھُلے میدان میں جا نکلے گا اور پھر وہاں سے بائرن کے مکان کو جانے والی گلی عبُور کرے گا اور ہینڈ کی جائے ہلاکت کے قریب ہی کہیں جا نکلے گا۔ یہاں سے وہ شاہراہ پر ہوتے ہُوئے ہوٹل پہنچ جائے گا۔ منصوبہ ہمہ گیر اور مکمّل تھا اور بڑی حد تک کامیابی کی اُمّید تھی۔ چونکہ وہ خود شکاری تھا اور شکار بھی، اس لیے نہ کہیں ٹھہرنے کی ضرورت تھی اور نہ اپنے آپ کو چھُپانے کی۔ چھُپنے سے تو مقصد ہی

فوت ہو جاتا۔ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ بڑی چٹانوں اور درختوں سے ہٹ کر لہریئے بناتا ہُوا چلتا رہا۔ کبھی اُوپر چٹان کی طرف بڑھتا اور کبھی نیچے ندی کی طرف آ جاتا۔

اور پھر وہ رُک گیا۔ یہیں قریب ہی رینڈل کی لاش مِلی تھی۔ یہ ایک پُرسکون مقام تھا۔ تھوڑے فاصلے پر ندّی بہہ رہی تھی۔ چاند، بادلوں کی اوٹ میں چھُپ رہا تھا۔ قدرے دَم لے کر وہ چٹان کی طرف مُڑا تو ذہن میں سڑک پر مِلنے والی مسخ شُدہ لاش اُبھر آئی۔ اُوپر چڑھا، تو اَور چٹانیں دکھائی دیں۔ وہ بڑی چٹانوں کے گرد دائرہ بنا کر چلنے لگا۔ وہ جانتا تھا اُس کا شکار اس پر حملہ کرنے کے لیے خود اس کے پاس پہنچے گا؛ تاہم اندیشے کی کوئی بات نہ تھی۔ بس چند گز کا فاصلہ چاہیے تھا تاکہ وہ اپنی بندوق چھتیا سکے۔ چٹانوں کے کنارے پہنچ کر ویدربائی رُک گیا۔ اُس نے چاروں طرف نظر ڈالی۔ دُور شاہراہ پر دَوڑتی ہُوئی کار کی روشنیاں نظر آئیں۔ سارا علاقہ ایک سیاہ خلیج کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ شاید وہ چیز کہیں اس کی منتظر ہو۔ اس اُمید پر ویدربائی چلتا رہا، مگر وہ کہیں بھی نہ مِلی۔

"شاید اس نے مجھے دیکھا نہیں۔"

شراب خانے "کنگز ٹورسو" کا مالک بحریہ کا ایک ریٹائرڈ افسر بروس نیوٹن تھا۔ بروس چاق چوبند شخص تھا۔ اُسے گاہکوں کی کچھ ایسی پروا نہ تھی، اس لیے اُس نے کاروبار مختصر سا رکھا اور شراب خانہ ایسے راستے پر بنایا جس پر بہت کم آمدورفت رہتی۔ یہ بائرن کے مکان اور چھوٹے راستے کے درمیان واقع تھا۔ اس شراب خانے میں جو لوگ باقاعدگی سے آتے، ان میں ایک نوجوان رونالڈ لیک بھی تھا۔ وہ اپنی نئی دُلہن کے ساتھ اسی ناہموار علاقے کی ایک کُٹیا میں رہتا تھا جو شراب خانے سے دس منٹ کی مسافت پر تھی۔ لیک ہمیشہ پیدل جاتا۔ وہ لندن کی گہما گہمی اور آسائشیں ترک کر کے یہاں آ بسا تھا۔ بیوی بھی سادہ طرزِ زندگی کی شوقین تھی۔ میاں بیوی بہت کاہل، مگر خوش باش تھے۔ تھوڑی سی آمدنی کافی ہو رہتی۔ باقی وقت فراغت میں کاٹتے۔ لیک شوقیہ مصوّری کرتا تھا۔ گو اچھا مصوّر نہ تھا۔ بیوی اپنا وقت شارلٹ برونٹے کی کتابیں پڑھنے میں گزارتی۔ لیک عموماً ہفتے میں چار پانچ بار رات کے وقت ٹہلتا ہوا شراب خانے میں جا نکلتا۔ بروس سے اس کی گاڑھی چھنتی۔ پہلے دَور میں لیک شراب پلاتا، دوسرے دَور کی قیمت بروس ادا کرتا۔ تیسرا دَور چلتا تو قرعہ اندازی کر لیتے۔

لیک نے برش رکھا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خاموش زندگی کی تصویر بنا رہا تھا۔ ایک پھول اور ایک بینگن کی تصویر۔ اس کے کپڑے سُرخ، زرد اور قرمزی رنگوں سے آلودہ تھے۔ پیشانی پر پڑی ہوئی بالوں کی لَٹ اس نے پیچھے ہٹائی تو ماتھے پر بھی رنگ لگ گیا۔ بیوی آرام کرسی پر بیٹھی آگ کے قریب مطالعے میں مصروف تھی۔

"میرا خیال ہے مَیں آدھ گھنٹے کے لیے بروس کے ہاں ہو آؤں۔" لیک نے کہا۔

"ہوں!"

"کیا تم ساتھ چلو گی؟"

"نہیں! مَیں یہاں تمہارا انتظار کروں گی۔" وہ مسکرائی اور اُس کی نگاہیں پھر کتاب پر دوڑنے لگیں۔

لیک نے جیکٹ پہنی، اُونی گلوبند گلے سے لپیٹا اور باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی چٹخنی گرنے کی آواز آئی۔ ایسی سادہ زندگی میں تالے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یوں بھی کوئی ان کا دشمن نہ تھا اور نہ ان کے پاس کوئی قیمتی چیز تھی کہ چوری ڈاکے کا اندیشہ ہوتا۔

لیک تیزی سے چلا جا رہا تھا۔ سامنے شراب خانے کی روشنیاں تھیں اور بائیں جانب کسی قدر دُور بائرن کے مکان کی بتیاں۔ بائرن سے اس کی کبھی صاحب سلامت نہ ہوئی تھی۔ لیک شراب خانے میں داخل ہُوا، تو وہاں کوئی گاہک نہ تھا۔ بروس جنگلے پر جھکا خلال کر رہا تھا۔ آتش دان میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔

"آج تمہارے آنے کی توقع نہ تھی۔" بروس نے کہا۔

"اچھا؟"

میرا خیال تھا اس قاتل کی موجودگی میں تم رات کے وقت باہر نہیں نکلو گے۔" بروس نے کہا۔

"قاتل؟" لیک نے سر کھجاتے ہوئے پُوچھا۔

تم نے اخبار نہیں دیکھا؟"

"میں اخبار نہیں پڑھتا۔ مَیں نے پُرہنگامہ زندگی ترک کر دی ہے۔ دُنیا کے حالات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"

"ہوں، اتنی بے نیازی اچھی نہیں۔ گزشتہ چند روز میں دو آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ بُوڑھے رینڈل سے تو واقف ہو گے؟"

"رینڈل؟ وہ بوڑھا آدمی! مَیں نے اُسے یہیں کہیں دیکھا تھا۔"

"ہاں، وہ پہلا شکار تھا۔"

"اُف خدایا!"

"کل رات ایک سیلزمین اسی سڑک پر مار ڈالا گیا۔"

"کوئی جنونی ہے؟"

"کہتے ہیں کوئی جانور ہے۔ شاید چڑیا گھر سے چھوٹا ہُوا جانور۔ وہ لندن سے کسی شکاری کو لائے ہیں۔"

لیک نے کھڑکی کی طرف نظر ڈالی۔

"اسی لیے میں اندھیرا ہونے کے بعد باہر نہیں نکلتا۔" بروس نے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوگا۔"

دونوں نے ایک ایک جام پیا۔

"کون سا جانور ہے؟"

"جو پُلیس یہاں آیا تھا، اس نے کچھ نہیں بتایا۔ اس کا کہنا تھا وہ کچھ نہیں جانتا۔ لیکن میرا اندازہ ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں، مگر پولیس والے بتایا نہیں کرتے۔"

لیک پریشان سا ہوگیا۔ موت کے خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ اُس کی پُرسکون زندگی درہم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ اس نے اپنا جام خالی کیا۔

"ایک جام میرے ساتھ بھی ہو جائے۔" بروس نے کہا۔

"مجھے اب چلنا چاہیے۔ کہیں ہیزل پریشان نہ ہو۔"

"بہتر ہے۔ احتیاط سے کام لو۔ وہ کہتے ہیں اُس نے بڑھے پینڈل کے ٹکڑے کر دیے تھے اور سیلز مین کے بھی۔" بروس نے کہا۔

لیک بے چین نظر آتا تھا۔

"شکریہ تم نے مجھے خبردار کر دیا۔" وہ تذبذب بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھا اور باہر نکل گیا۔ تیزی سے قدم اُٹھاتا کُٹیا کی طرف بڑھا۔ سردی چمک اُٹھی تھی۔ جاگیردار کے محل کی روشنیاں گُل ہو چکی تھیں۔ اُس نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی۔ اُسے گھر سے نکلے پچیس منٹ ہو چکے تھے۔ اُس کا دم پھول گیا تھا۔ آخر اُس کو اپنی کُٹیا کی روشنی نظر آنے لگی۔ قریب پہنچا تو دروازہ قدرے کھلا نظر آیا۔ کسی انجانے خیال سے وہ کانپ اُٹھا اور پھر دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوگیا۔ گھر میں قدم رکھتے ہی وہ مُسکرایا۔ اُسے اپنی تشویش مضحکہ خیز معلوم ہونے لگی۔ رات کی تاریکی اس کے تخیل پر چھا گئی تھی۔ ہر چیز ایسی ہی تھی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ اپنی بیوی کا بازو اسے کرسی پر نظر آ رہا تھا۔

"جانِ من! میں آگیا ہوں۔" اس نے کہا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

وہ ہیزل کی طرف بڑھا۔ سُرخ اور زرد رنگ اس کی نگاہوں میں سمائے ہوئے تھے لیکن سُرخ رنگ کچھ زیادہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ قالین پر سُرخ رنگ کے بڑے بڑے دھبے تھے اور کتابوں کے شیلف سے بھی سُرخ رنگ ٹپک رہا تھا۔ اس کا چہرہ دھندلا پڑ گیا۔ ہیزل کی کرسی پر ایک سیاہ رنگ کا لمبا دھبّا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا لیکن بیوی کی گردن نظر نہ آئی۔ وہاں صرف ایک سُرخ دھبّا تھا۔

"کیا تم جاگ رہی ہو؟" وہ پکارا، مگر صدائے برنخاست۔

"بروس نے مجھے ایک وحشت ناک خبر سُنائی ہے۔ ۔ ۔"

وہ اب بھی خاموش تھی۔ لیک لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی طرف بڑھا اور اپنا ہاتھ بیوی کے بائیں شانے پر رکھ دیا، مگر پھر یُوں اُٹھا لیا جیسے بجلی کا جھٹکا لگ گیا ہو۔ ہاتھ خون میں لتھڑ گیا تھا اور گردن غائب تھی۔ اسے دُنیا گھومتی ہُوئی محسوس ہُوئی۔

*

ویدربائی نے جھک کر بندوق چھتیائی۔ اس سے پہلے کہ آواز اس کے ہوشیار دماغ تک پہنچے، اس کی انگلی ٹریگر کو سہلا رہی تھی۔ اس کے عضلات جوش سے مرتعش تھے اور پھر یہ سحر آلود کیفیت ختم ہوگئی۔

پکارنے والا ٹھرلو تھا۔ اس کی ٹارچ قوس بناتی ہوئی روشنی پھینک رہی تھی۔ ویدربائی نے سیفٹی کیچ کھینچ لیا اور سیدھا کھڑا ہوگیا۔ دیکھا سراغرساں کے اعصاب زدہ ہاتھوں میں شکاری بندوق ہے۔

"سب ٹھیک ہے۔" وہ پکارا۔

وہ ٹھرلو کی طرف بڑھا۔

"آپ یہاں ہیں؟" ٹھرلو نے پُوچھا۔

"میں نے بیل سے کہا تھا مجھے کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں۔ ۔ ۔"

ویدربائی نے دانت کچکچائے۔

"جناب! مجھے بیل ہی نے آپ کی تلاش میں بھیجا ہے۔"

"میں آپ کو نشانہ بنا دیتا تو؟ آپ نے جانور کی تلاش کا موقع بھی ضائع کر دیا۔"

"آج رات گھات لگانے کا وقت گزر چکا ہے۔"

ویدربائی جواب دینے کو تھا، مگر رُک گیا۔ اس نے ٹھرلو کی آنکھوں میں جھانکا۔ ان میں صداقت جھلک رہی تھی۔

"اُس نے پھر ایک جان لے لی ہے۔" ٹھرلو نے گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "گلی کی دوسری جانب۔"

"ہیں!! ایک اور جان؟" ویدربائی ہکّا بکّا رہ گیا۔ اور پھر وہ دونوں چل پڑے۔

*

شمعوں کی تیز روشنی سے چھوٹا کمرہ اور سفید ہوگیا تھا۔ ان سراغرسانوں

کے زرد چہرے بھی سفید پڑ گئے تھے، جو انگلیوں کے نشان حاصل کر رہے تھے۔ خون کی دھاریاں سیاہ پڑ گئی تھیں۔ لیک کونے میں گم صُم بیٹھا اپنے ہاتھ دیکھ رہا تھا۔ خوف اور صدمے سے اس کی آنکھیں کُھلی رہ گئی تھیں۔ بیل نے کچھ کہے بغیر کُرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ویدربائی نے آتے ہی کُرسی پر نظر ڈالی۔

"عورت!" اُس نے حیرت سے کہا۔ "وودِرنگ ہائٹس" لاش کی گود میں پڑی تھی۔ ایک صفحہ آدھا پھٹا ہوا تھا۔ بے جان ہاتھ کُرسی کے بازو پر لٹکا ہوا تھا اور ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں۔ کُرسی خون آلود پنجوں سے چِری ہوئی تھی۔

"کیا کوئی جانور تھا؟" ویدربائی کو اپنی قوتِ گویائی زائل ہوتی محسوس ہوئی۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"جانور یا پھر جہنم کی کوئی مخلوق۔"

"لیکن وہ اندر کیسے داخل ہُوا؟" لیک نے کراہ کر پُوچھا۔

"میں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔"

"اس کو باہر نکال دو۔" بیل نے حکم دیا۔

ٹھرلو لیک کی طرف بڑھا۔ لیک نے کوئی حرکت نہ کی۔ اُس کے اعضا اکڑ گئے تھے اور خم کھانے کو تیار نہ تھے۔

"دروازہ بند تھا۔" اُس نے پھر کہا۔

ویدربائی نے بیل کی طرف دیکھا۔ بیل نے مُنہ بنایا۔ ٹھرلو اور ایک سپاہی لیک کو اُٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔

"وہ جو چیز بھی تھی اس نے خود دروازہ کھولا۔" بیل نے کہا۔

"کیا تالا لگا ہوا تھا؟"

"نہیں! یہاں تالا نہیں۔ چٹخنی ہے جو باہر سے ہٹائی جا سکتی ہے۔"

وہ دروازے کی طرف گئے۔ ایک سراغرساں چٹخنی کی گرد جھاڑ رہا تھا۔ ویدربائی زمین اور چٹخنی کے درمیانی فاصلہ کا اندازہ کرنے ایڑیوں کے بل بیٹھ گیا۔

"وہ مخلوق جس کے پنجوں کے یہ نشان ہیں، کیا دروازہ کھول سکتی ہے؟" بیل نے پُوچھا ـــ ٹھرلو لیک کو باہر لے جانے لگا، تو وہ ایک طرف ہٹ گئے۔ لیک ابھی تک اپنے ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال تھا کہ یہ رنگ ہے۔" اُس نے کہا۔

پھر وہ قہقہے لگانے لگا۔ مجنونانہ قہقہے جو آہستہ آہستہ آہوں میں بدل گئے۔ ٹھرلو نے اُسے پولیس گاڑی میں ایک سپاہی کے پاس بٹھا دیا اور واپس آگیا۔

"یہاں کوئی ایسی بات ضرور ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" اُس نے آتے ہی کہا۔

"واہیات!" بیل نے جھڑک دیا۔

"میرا مطلب تھا شاید وہ چیز انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ کوئی قدیم افسانوی مخلوق! جسے ہم وہم سمجھتے ہیں وہ اس علاقے میں آگئی ہے۔"

"ٹھرلو! خاموش رہو۔"

ٹھرلو نے سر جھٹکا۔ "جناب، آپ مانیں نہ مانیں، میرا یہی احساس ہے۔"

"تم تھک گئے ہو اور عقل سے کام نہیں لے رہے۔"

ٹھرلو نے ناگواری سے کندھے اُچکائے اور چُپ ہوگیا۔ کُرسی پر ایک نظر ڈالی اور پھر دروازے کی چٹخنی دیکھنے لگا۔

(۹)

لاش اُٹھائی جا چکی تھی۔ پولیس نے پُوری تفتیش کی۔ مگر کوئی نئی بات معلوم نہ ہوئی۔ ہاں ایک بات عجیب تھی۔ خون آلود پنجوں کے نشان بکثرت تھے، مگر وہ بھی کُرسی پر یا اس کے ارد گرد۔ خون کی کوئی لکیر دروازے تک نہیں گئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا قاتل نے جانے سے پہلے اپنے پنجے قالین سے پُونچھ لیے تھے۔

"لیکن ہیں کس جانور کے؟" بیل نے پُوچھا۔

"ان کی شناخت زمین پر ملنے والے نشانوں سے زیادہ مشکل ہے۔ ایک بات واضح ہے۔ پنجے لمبے اور تیز ہیں لیکن حیرت ہے۔ خُون کے نشان دروازے تک نہیں جاتے۔ گویا وہ جانور چھلانگ لگا کر یا اُڑ کر دروازے سے نکل گیا ہے۔ ایسا نہیں ہُوا تو صاف ظاہر ہے اس نے کھوج مٹانے کی عمداً کوشش کی ہے۔"

"باہر بھی تو دیکھنا چاہیے نشان ہیں یا نہیں۔"

"ہاں ضرور دیکھا جائے لیکن میرے خیال میں صبح کا وقت زیادہ مناسب ہے۔"

وہ دونوں باہر نکل آئے۔ کوئی موٹر ان کی طرف آ رہی تھی۔ ناہموار راستے پر یہ روشنیاں کبھی اُوپر اُٹھتیں کبھی نیچے جاتیں۔ ویدربائی جُھک کر ٹارچ کی روشنی میں دروازے کے قریب زمین کا معاینہ کرنے لگا، لیکن کوئی سراغ نہ ملا۔ گاڑی قریب آگئی۔ روشنی کُٹیا کی دیوار پر جھلملائی اور پھر گاڑی رُک گئی۔ روشنی گُل ہوگئی اور ٹارچ کی روشنی کُٹیا کی طرف بڑھی۔ ساتھ ہی شور بھی۔

"جناب! کُتّے آگئے ہیں۔" ٹھرلو نے آ کر کہا۔

"یہاں کچھ نہیں۔" ویدربائی اُٹھ کھڑا ہُوا۔

کُتّے بھونک رہے تھے اور محافظ کو ان کا سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ بیل

نے محافظ کو تیزی سے ہدایات دیں۔

"آپ ذرا ٹھہریں"۔ اس نے ویدربائی سے کہا: "ان وحشیوں نے بُو پائی، تو پھر آپ کی مدد درکار ہوگی۔ اچھا محافظ! اپنا کام شروع کرو"۔

محافظ کُتّوں کو کٹیا میں لے گیا۔ ویدربائی اور بیل باہر انتظار کرنے لگے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور اندر کُتّوں کی پُرجوش چیخوں کے پس منظر کی موسیقی کا کام دے رہی تھی۔ پھر کُتّے جھپٹتے ہوئے دروازے میں سے باہر نکلے اور پنجوں سے زمین کھودنے لگے۔

"اندر، بُو مجھے بھی آ رہی ہے"۔ محافظ نے کہا۔

ویدربائی نے سر ہلایا۔

"کیا تم نے بھی محسوس کیا؟" بیل نے پوچھا۔

"ہلکی سی"۔ سگریٹ کا دھواں پھیلنے سے پہلے بُو خاصی تیز ہوگی۔ نشانوں کی طرح یہ بھی مجھے جانی پہچانی لگتی ہے، لیکن ہے کس کی؟ ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکا"۔

"کسی جانور کی ہے؟"

"انسانی بُو یقیناً نہیں ہے"۔

"گویا قاتل کوئی جانور ہے؟" بیل نے کہا۔ "بہت ہی چالاک اور عیّار جانور، دروازہ کھول سکتا ہے اور اپنا کھوج مٹا سکتا ہے۔ شاید جبلّت ہی میں درندگی ہے یا خُون منہ لگ گیا ہے یا پھر بُھوک مٹانے کے لیے حملہ آور ہوتا ہے، لیکن یہ شیطان تو اپنا شکار کھاتا بھی نہیں۔ ۔ ۔"

بیل خاموش ہوگیا۔ اس کے چہرے پر جھنجلاہٹ تھی۔

"نہیں نہیں، صرف سَر کھاتا ہے"۔ ویدربائی نے کہا۔

"پھر تو کوئی عجیب سی جذباتی اور انسانی وجہ ہو سکتی ہے"۔ یہ ایک خوفناک نظریہ تھا۔ بیل دل ہی دل میں لرز سا گیا۔ کُتّے ایک عزم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ گویا انہیں خبر تھی کہ کس کام پر جا رہے ہیں ـــ دس منٹ کے بعد وہ بھی اپنے مالکوں کی طرح پریشان تھے۔ انہیں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کس کھوج کی پیروی کریں۔ انہوں نے مختلف اطراف میں منتشر ہونے کی کوشش کی۔ وہ مایوسی سے ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے۔ ویدربائی ان کی حرکتیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے بھی کُتّوں کے ساتھ کام کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کُتّوں کو شکست ہو چکی ہے۔ سڑک چھوٹتے ہی کھوج تبدیل ہو گیا تھا اور یہی بات انہیں اصل بُو سے بھٹکا لے گئی۔ شاید کھوج کی طرح بُو بھی بدل گئی تھی۔ ایک ایسا جانور جو چار پاؤں سے دوڑتا اور دو پاؤں سے چلتا ہو، اس کی بُو بھی بدل سکتی تھی۔ کٹیا سے چند سو گز کے فاصلے پر اچانک بُو ختم ہو گئی۔ محافظ اور کُتّے دائرے کی صورت میں کٹیا کے اردگرد چکر کاٹ رہے تھے، لیکن بُو کس سمت چلی گئی کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔

ویدربائی نے آسمان پر نظر ڈالی کہیں وہ مخلوق آسمان پر تو نہیں اُڑ گئی۔ پھر اپنے لغو خیال پر جھنجلایا وہاں صرف بادل منڈلا رہے تھے۔

"قاتل جو بھی ہے اُس نے اپنی بُو مٹا دی ہے"۔ محافظ نے کہا۔ وہ پریشان نظر آتا تھا۔ "کُتّے اس مقام سے آگے بُو کی پیروی نہیں کر سکتے"۔

"اچھا، ان چیخنے والے شیطانوں کو یہاں سے لے جاؤ"۔ بیل بھنّا اُٹھا تھا۔ وہ واقعی چیخ رہے تھے۔ جوش سے نہیں چیخیں ان کی مایوسی کی غمّاز تھیں۔ اُن کی دُمیں جُھک گئی تھیں اور آنکھوں میں ملال کی کیفیّت تھی۔

"کیا صبح پھر کوشش کریں گے؟" بیل نے ویدربائی سے پُوچھا۔

"ہاں، لیکن جیٹن! مجھے کچھ زیادہ اُمیّد نہیں۔ اگر وہ تربیت یافتہ کتّوں کے گروہ کو شکست دے سکتا ہے تو ۔ ۔ ۔"

"کتّے!" وہ جھنجھلایا۔

"کُتّوں کو اتنا حقیر نہ سمجھیے"۔ ویدربائی نے کہا۔ "میرا خیال تھا وہ اس کا پیچھا کریں گے۔ زیادہ دُور تک نہ سہی، کم از کم پانی یا درختوں تک تو ضرور، جو بُو کو ختم کر دیتے ہیں"۔

"ایمان کی بات یہ ہے مجھے کچھ سُوجھ نہیں رہا"۔ بیل نے کہا۔ "پاگل آدمی کا بھی کوئی نہ کوئی انداز ہوتا ہے، مگر عجیب و غریب عفریت ہے یہ جو لوگوں کو بلا مقصد ہلاک کرتا ہے۔ جیک دی رپر یہاں ہوتا تو اس کو پکڑ سکتے تھے کہ وہ اپنا خاص انداز رکھتا تھا۔ اس کا شکار فاحشہ عورتیں ہُوا کرتی تھیں لیکن یہ چیز ـــ ؟ میری تو عقل دنگ ہے"۔

ویدربائی خود ششدر تھا۔

(۱۰)

صبح وہ پھر جائے واردات پہنچے، مگر مایوسی کے احساس سے بُجھے ہُوئے۔ ڈرائیور نے گاڑی کنگز ٹُورسو سے کافی آگے گلی کے کنارے کھڑی کی۔ یہاں سے کٹیا نظر نہیں آتی تھی۔ درمیان میں اُونچی زمین حائل ہو گئی تھی۔ "تم یہیں ہمارا انتظار کرو"۔ بیل نے ڈرائیور سے کہا۔ وہ نیچے اُتر آئے۔ اچانک ایک شخص گلی میں داخل ہُوا۔ پیٹی والا ٹرینچ کوٹ زیب تن تھا اور سر پر فلیٹ ہیٹ۔ وہ پھدکتا ہوا چلتا۔ بیل کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ یہ نامہ نگار آئرن روز تھا۔ ایک اور شخص کندھے پر کیمرا لٹکائے اس کے پیچھے آ رہا تھا۔

"اخبار کے لیے کوئی بات؟" قریب آ کر اُس نے پُوچھا۔

"کچھ نہیں!"

"کب تک گرفتاری عمل میں آئے گی؟" اُس کے ایک ہاتھ میں نوٹ بُک تھی۔

"کب" کا سوال تو بعد میں پیدا ہوگا۔ ابھی تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کس چیز کو گرفتار کرنا ہے"۔

"کیا مَیں اس بات کا ذکر کر سکتا ہوں؟"

"نہیں خدا کے لیے نہیں! اور نہ ہمارے ساتھ آ سکتے ہیں۔ آپ لوگ یہاں انتظار کریں۔ واپسی پر شاید کوئی کہنے کی بات ہمارے پاس ہو"۔

ویدربائی اور بیل دونوں کٹیا کی طرف بڑھے۔

اچانک ایک خیال روز کے ذہن میں بجلی کی طرح لہرایا۔ اس کے چہرے کے تاثّرات تبدیل ہو گئے۔ اس نے اپنی کہانی کو سحر کا رنگ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

"ایک زاویہ۔ مجھے ایک خیال سُوجھا ہے"۔ اُس نے آنکھ مارتے ہُوئے فوٹوگرافر سے کہا اور وہ آہستہ آہستہ شراب خانے کی طرف چل پڑا۔ اُس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا: "چاہے چند قارئین ہی یقین کریں یہ ایک چونکا دینے والی کہانی ہوگی"۔ اُس نے سوچا اور پھر تصوّر کی نگاہوں سے دیکھا۔ اخبار کی شہ سُرخی تھی "تین اشخاص کا قاتل بھڑمانس (انسان نما بھیڑیا) ہے"۔ کتنی لرزا دینے والی سرخی تھی۔

حیران کُن بات تھی۔ زمین سخت ہونے کے باوجود کھوج موجود تھا۔ واضح، گہرا اور صاف، لیکن کٹیا سے نہیں کچھ فاصلے پر سے شروع ہوتا تھا۔ سیدھا شمال کی جانب گیا اور پھر ایک دم ختم ہو گیا۔ وہ اسی سمت ہو لیے جدھر کُتّے بُو کے پیچھے گئے تھے۔ شروع اور آخر کے نشان مٹا کر درمیان کے نشانات چھوڑ دینا بڑے اچنبھے کی بات تھی۔ کہیں اُس نے تعاقب کرنے والوں کو گمراہ کرنے کی کوشش تو نہیں کی تھی؟ بیل سوچ رہا تھا۔

"کوئی چیز بھی اتنی لمبی جست نہیں لگا سکتی"۔ ویدربائی نے کہا۔

"وہ مخلوق یہاں تک دوڑتی ہوئی آئی اور نشان صرف اس وقت چھوڑے، جب اس نے دو پاؤں پر چلنا شروع کیا؟"

ویدربائی نے ناگواری سے کندھے اُچکائے "میرے خیال میں یہ مخلوق ہر کام کر سکتی ہے"۔

"مگر کُتّے ۔ ۔ ۔" بیل کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

"کُتّوں نے بُو کی پیروی اس مقام تک کی جہاں سے کھوج ملنا شروع ہوتا ہے۔ جہاں زمین پر نشان نمایاں تھے وہاں پیچھا نہیں کیا، حالانکہ بُو اس جگہ ضرور ہونی چاہیے تھی"۔

بیل کا خیال تھا معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔

"لیکن ایک جانور ـــ یا آدمی ـــ اپنی بُو ختم نہیں کر سکتا"۔

"یقیناً نہیں!" بیل نے کہا "اور پھر جہاں اس نے واضح نشان بھی چھوڑے ہوں"۔

"مگر ایک امکان اور بھی ہے"۔ ویدربائی نے کہا۔ "جب یہ مخلوق دو ٹانگوں پر چلتی ہے، تو چار ٹانگوں پر دوڑنے والی مخلوق نہیں رہتی۔ اس کی ہیئت بدل جاتی ہے"۔

"ہاں یہ ممکن ہے"۔ بیل نے سرگوشی میں کہا۔

مزید نشان تلاش کرنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ انہوں نے کٹیا کو مرکز بنا کر کوئی تین میل کا چکّر لگایا۔ آہستہ آہستہ غور سے دیکھتے ہوئے ویدربائی وقتاً فوقتاً زمین کا معاینہ کرنے رُک جاتا۔ وہ گھاس کو پھیلاتا اور زمین کی سختی کا اندازہ کرنے کے لیے اپنی انگلیاں گاڑ دیتا۔ ان کے پاؤں کا کوئی نشان زمین پر نہیں پڑ رہا تھا اور نہ انہیں وہاں کوئی نشان ملا۔ اس دائرے میں بارش کا امکان بھی آ جاتا تھا۔ آخر وہ بے نیلِ مرام وہیں واپس آ گئے جہاں سے چلے تھے۔ آسمان پر تاریکی چھا رہی تھی اور بارش کا امکان تھا۔

پھر وہ کچھ بولے بغیر گلی کی طرف واپس ہو گئے۔

راستے میں وہ مختلف امکانات پر تبادلۂ خیال کرتے رہے۔ ویدربائی نے یقین نہ کرتے ہوئے بھی مفروضے پر بات بڑھائی: "وہ ایک ایسی مخلوق ہے جو چار ٹانگوں پر دوڑتی ہے اور اچانک جُون تبدیل کر کے دو ٹانگوں پر چلنے والی مخلوق بن جاتی ہے۔ یہ تبدیل شدہ مخلوق نیم شعوری کیفیّت میں چلتی ہے اور شاید اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ وہ اس جگہ کیسے پہنچی۔ وہ ناقابلِ یقین خوف اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ تھوڑا سا فاصلہ اسی نیم شعوری حالت میں طے کرتی ہے۔ پھر اُسے اپنی پہلی شکل میں کیے جانے والے افعال کے ممکنہ نتائج کا احساس ہوتا ہے، تو وہ اپنے تحفّظ کے لیے کھوج مٹانے کی کوشش کرتی ہے لیکن یہ محض ایک خیالی سا اندازہ ہے، ایسا ممکن نہیں"۔

اب وہ جھاڑیوں میں سے گزر کر پولیس کار کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ڈرائیور محوِ خواب تھا اور آہستہ آہستہ خراٹے لے رہا تھا۔ وہ کچھ پینے کے لیے "کنگز ٹورسو" کی طرف ہو لیے۔

آئرن روز اور فوٹوگرافر شراب خانے میں بیٹھے تھے۔ روز

کی نوٹ بک بیئر کے پاس کھلی پڑی تھی۔ دونوں پینے میں مصروف تھے۔

دروازہ کھلا۔ روز مُڑا۔ ویدربائی اور بیل شراب خانے میں داخل ہوئے، تو بروس ان کی پذیرائی کے لیے آگے بڑھا۔

"حضرات، آپ اُداس نظر آتے ہیں؟" اُس نے پُوچھا۔

"ہاں، میں اُداس ہوں۔" بیل نے کہا۔

"کوئی کامیابی؟" بروس نے پُوچھا۔

"مجھے ایک پائنٹ شراب چاہیے۔" بیل نے کہا۔

"کوئی کامیابی نہیں۔ آہ؟ کیا اس جانور کا کھوج نہیں ملا؟ آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا۔ آپ اُسے اس طرح آزادانہ پھرنے اور لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے۔" روز نے اپنی نوٹ بک کاؤنٹر پر رکھ دی۔

"آخر سراغ مل ہی جائے گا۔" بیل نے کہا۔

"مل جائے گا؟ مستقبل کی بات کر رہے ہیں آپ؛ وہ مستقبل جس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ اُسے بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کی چھُٹی دے رہے ہیں۔"

"کیا آپ کو احساس نہیں کہ پولیس بہت کچھ کر رہی ہے؟" روز نے پُوچھا۔

بروس نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"مجھے بیئر دیجیے۔" بیل نے کہا۔

بروس نے کندھے اُچکائے اور پیمانہ بھرنے لگا۔

"میں آپ پر اعتراض نہیں کر رہا۔ مسز لیک بہت اچھی خاتون تھیں۔ ان کا شوہر یہاں باقاعدگی سے آیا کرتا۔ یہ ایک خوفناک سانحہ ہے۔"

اُس نے اپنا سر جھٹکا اور پیمانہ بیل کے ہاتھ میں دے دیا۔

"کیا آپ فوج نہیں بلا سکتے؟ وہ اُسے کہیں نہ کہیں ڈھونڈ نکالے گی۔"

"میں آپ کی تجویز پر غور کروں گا۔" بیل نے کہا۔

"آپ کو کرنا ہی چاہیے۔"

"برانڈی!" ویدربائی نے کہا۔

"کیا میں فوج کے سلسلے میں آپ کا حوالہ دے سکتا ہوں؟" روز نے پُوچھا

"تم خاموش رہو۔"

"میرے قارئین کو جاننے کا حق ہے۔"

"قارئین؟ تمہارا خیال ہے لوگ اِس چیتھڑے کو پڑھتے ہیں۔ تمہارا اخبار تو محض عورتوں کی ننگی تصویروں اور طلاق کے چٹ پٹے مقدمات کی خاطر خریدتے ہیں۔"

روز جی ہی جی میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"آپ درست کہتے ہیں۔" بروس نے کہا: "میں بھی اسی وجہ سے خریدتا ہوں۔"

بروس نے ویدربائی کو برانڈی پیش کی۔ ویدربائی نے لمبا گھونٹ بھرا۔ دوسرا گھونٹ لیا ہی تھا کہ بائرن اندر داخل ہُوا۔

"میں نے باہر کار دیکھی تھی۔" اُس نے کہا۔ اُس کے ہاتھ میں بھاری چھڑی اور ٹوئیڈ کی ٹوپی تھی۔ وہ ویدربائی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ بیل تھوڑا سا مُڑا۔

"کیا آپ یہاں تفتیش کر رہے ہیں؟" بائرن نے پُوچھا۔

"آپ نے گزشتہ شب کا واقعہ سُن لیا ہوگا۔" بیل نے سوال کیا۔

"کوئی کھوج؟" بائرن نے پُوچھا۔

"ہاں، کچھ سُراغ ملا ہے، مگر اتنا نہیں کہ آگے بڑھا جا سکے۔" ویدربائی نے کہا۔

"نہیں؟ یہ شرم کی بات ہے۔ میرا خیال تھا اب تک آپ کی پُرانی مہارت عود کر آئی ہوگی۔"

"کوئی بھی کھوج کی پیروی نہیں کر سکتا۔" ویدربائی نے کہا۔

بائرن مسکرایا۔ اُس نے بیئر طلب کی۔ بروس نے بیئر پیش کر دی۔

"آپ کو بھی صلائے عام ہے۔" بیل نے کہا۔

بائرن نے انکار میں سر جھٹک دیا۔

"لیکن سُنا ہے آپ پیچیدہ سے پیچیدہ کھوج ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ کیا نہیں؟ یہ آپ کے لیے ایک چیلنج ہے۔ ویدربائی کا کہنا ہے کوئی شخص اس کھوج کی پیروی نہیں کر سکتا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟"

"بلاشک وہ درست کہتے ہیں۔" بائرن نے کہا اور مسکرانے لگا۔

"مسٹر بائرن، کیا آپ ایک بڑے شکاری نہیں رہے ہیں؟" بروس نے پُوچھا۔

"حضرت، میں شکاری ہوں۔ آپ نے ماضی کا صیغہ غلط استعمال کیا ہے۔"

"کیا آپ قاتل کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کر سکتے؟"

"میں نے کوشش نہیں کی۔"

بروس نے بیل کی طرف دیکھا۔

"حضرات! اگر پولیس ساری نیک نامی اور شہرت خود ہی سمیٹنا نہیں چاہتی تو . . ." اُس نے کہا۔

"مسٹر بائرن نے ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اس

سے درخواست کی تھی۔" بیل نے جواب دیا۔ بروس نے پھر بائرن پر نظر ڈالی۔

"میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔" بائرن نے کہا۔

"کوئی تعلق نہیں؟ لوگ مارے جا رہے ہیں اور آپ کو پروا نہیں۔ پاگل تو نہیں ہیں؟"

بائرن نے چُسکی لی۔

"ہیزل لیک کل رات ہلاک کر دی گئی۔" بروس نے کہا: "بڑی ہی اچھی عورت تھی وہ۔ کبھی کوئی بُرا کام نہ کیا۔"

"ہاں، اس نے کبھی کوئی کام نہ کیا تھا۔ بس!"

بروس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"مجھے آپ کے اطوار پسند نہیں۔" اس نے کہا: "شراب ختم کیجیے اور چلتے پھرتے نظر آئیے۔"

بائرن لمحہ بھر نفرت اور غصّے سے پیچ و تاب کھاتا رہا اور پھر ہنس پڑا۔

"افسوس! آپ ناراض ہو گئے۔" اُس نے پیمانہ میز پر رکھ دیا۔

"آئندہ اگر اس شراب خانے میں آئے، تو یہ پولیس والے ہی تمہیں مجھ سے چھڑائیں گے۔" بروس نے کہا۔ وہ بھڑک اُٹھا تھا۔

بائرن نے سُنی اَن سُنی کر دی، ویدربائی کو گھُورا اور کہا: "اگر آپ میں زندگی کی رمق ہے، تو قاتل کو ضرور تلاش کر لیں گے۔"

وہ مُڑا اور اپنی چھڑی فرش پر مارتا ہُوا باہر نکل گیا۔ بروس کی غضب آلود نگاہیں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔

"سنگ دل حرامی!" وہ بڑبڑایا۔

روز انگڑائی لے رہا تھا۔

"وہ کون تھا؟" اُس نے پوچھا۔

کسی نے جواب نہ دیا۔ بائرن چلا گیا تھا اور اپنے پیچھے خاموشی کا ایک خلا چھوڑ گیا تھا۔

(۱۱)

علاقے پر خوف و ہراس طاری تھا۔

خوف کی یہ چادر اگرچہ غیر مرئی تھی، مگر تھی بہت کرب انگیز۔ تمام علاقے پر اس طرح چھا گئی تھی جیسے بادل آسمان پر چھا جاتے ہیں۔ یہ کیفیت کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔ خوف کی شدت کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کس چیز سے خائف ہیں۔ وہ کون سی شیطانی مخلوق ہے جو تین بار چوٹ کر چکی ہے۔ وہ تو اس کے ذکر تک سے ڈرتے تھے۔ ہر قتل خوف میں اضافہ کیے جاتا تھا۔ ہیزل لیک کی موت سے خوف کی یہ شدت انتہا کو پہنچ گئی۔ لوگ اپنے گھروں کو محفوظ قلعے سمجھتے چلے آ رہے تھے، ان کا یہ تحفّظ تباہ ہو گیا تھا۔ اب کوئی جگہ بھی محفوظ نہ تھی۔ وہ شیطان کسی وقت کسی بھی جگہ پہنچ سکتا تھا۔ کوئی بھی اس کا شکار ہو سکتا تھا۔

قومی اخبار خوف کو مزید اُبھار رہے تھے، ذہنوں کو جھٹکے دے رہے تھے۔ سنسنی خیزی کے باعث ان کی فروخت بہت بڑھ گئی تھی ــــ لوگ کانپتے ہاتھوں سے اخباروں کو تھامنے کی کوشش کرتے اور خوف ناک شہ سُرخیاں ان کی نگاہوں میں بھر جاتیں۔ اخباروں کی اکثریّت اس مخلوق کو انسان یا حیوان قرار دیتی رہی تھی، لیکن آئرن روز نے اسے بھیڑ مانس کی صورت دے دی تھی۔ ایڈیٹر روز کی کہانی سے بہت خوش تھا۔ اُس نے بھیڑ مانس کی فرضی مثالوں اور بلقان کے غولِ بیابانی کا ذکر کر کے بیک وقت دُہرا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی تھی۔ اُس کا خیال تھا قاتل کوئی غیر ملکی ہے، کیونکہ کم از کم انگریز بھیڑ مانس نہیں ہو سکتے۔ اداریے میں پولیس کی کارکردگی پر بھی نکتہ چینی کی گئی تھی۔

آئرن روز نے بھیڑ مانس کا شغلہ تو چھوڑ دیا تھا، مگر وہ خود بھی اپنی کارگزاری پر مطمئن نہ تھا۔ اس نے لوگوں کے خوف میں اضافہ ہی کیا تھا، حالانکہ ان میں ازسرِ نو احساسِ تحفّظ پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ بازاروں، چائے خانوں، ہوٹلوں، شراب خانوں میں جہاں بھی جاتا، وہاں خوف اور گریز کی فضا چھائی ہوئی پاتا۔ لوگوں کے چہرے زرد اور اُداس اُداس تھے۔ باتیں کرتے تو کھسر پھسر کے انداز میں۔ قاتل شاید کوئی بھوت ہے یا شیطان۔ اگلا شکار کون ہوگا؟ پولیس کھوج لگا سکے گی یا نہیں؟

ادھر پولیس بے بس ہو چکی تھی۔ جسٹن بیل تذبذب کی کرب ناک کیفیت میں مبتلا تھا۔ وہ ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہ کر سکا تھا کہ اپنی تفتیش کا ہدف کسی انسان کو قرار دے یا جانور کو۔ گونا گوں توہمات نے ایک عجیب و غریب مخلوق کی صورت اس کے ذہن میں اُبھار دی تھی۔ وہ جو انسان اور حیوان کا مرکّب تھی۔ آدمی کی طرح چلتی ہے، جانوروں کی طرح دوڑتی ہے۔ اس کے چنگال بھی ہیں جن سے انسان کا گوشت نوچ لیتی ہے۔ دروازہ کھول سکتی ہے۔ اتنی طاقتور ہے کہ انسان کا سُر جسم سے الگ کر کے اپنے ٹھکانے پر لے جاتی ہے۔ اپنی ہیئت ہی نہیں، کھوج اور بُو تک تبدیل کر سکتی ہے۔

ہاں ویدربائی ابھی تک پُراعتماد تھا۔ وہ روزانہ بلاناغہ رات کے وقت اس علاقے میں گشت کرتا اور خراب و خستہ واپس آتا۔ رفتہ رفتہ اس کا اعتماد ختم ہوتا چلا گیا۔ رات کے وقت اکیلے گھُومتے ہوئے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد سی لہر رینگنے لگتی۔ اس کے شانے سکڑ جاتے، اس پر ہر وقت یہ اذیت ناک احساس طاری رہتا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہ مخلوق اس کا پیچھا کر رہی ہے،

اس کی منتظر ہے۔ کسی بھی لمحے شکار کرسکتی ہے۔ وہ چلتے چلتے مُڑ کر بار بار پیچھے دیکھتا ہے، کانوں میں وحشت ناک سی آوازیں گونجنے لگتیں ۔۔ وہ ڈرپوک نہ تھا۔ اُس نے گھنی جھاڑیوں میں زخمی شیروں کا تعاقب کیا تھا اور حملہ آور بھینسوں کا مقابلہ جرأت سے کیا تھا، لیکن اب غیر یقینی کیفیت اس کی جرأت اور عزم ختم کیے دے رہی تھی۔ محض وقار کا خیال تھا کہ وہ جستجو جاری رکھے ہوئے تھا۔

رات کا گشت ختم ہوتا، تو وہ اپنی خواب گاہ میں واپس آنے پر سکون محسوس کرتا۔ بستر میں گھُس کر سونے کی خواہش اس کی تکان سے زیادہ ہوتی، لیکن اچھی طرح نیند نہ آتی۔ آنکھ لگتی، تو پریشان کُن خواب ستاتے۔ منتشر صورتیں اس کے ذہن میں گردش کرتیں۔ ماضی کے واقعات غیر یقینی مستقبل میں گڈمڈ ہوکر عجیب و غریب صورتیں پیش کرتے۔ تیز ہواؤں کی سیٹیاں سُنائی دیتیں اور سرد تنہائی کا احساس طاری ہو جاتا۔ پھر دیکھتا اس کے ہاتھ میں رائفل ہے اور وہ مخلوق اس پر جھپٹنا چاہتی ہے۔ وہ رائفل چلانے کی کوشش کرتا، لیکن ہاتھ منجمد ہوکر رہ جاتے۔ پھر وہ اس بدہیئت مخلوق کی بدبُودار سانس اپنے چہرے پر محسوس کرتا۔ اس کے ناخن اس کے گوشت میں اترتے ہوئے لگتے۔ اس کی جناتی ٹانگیں اس پر کاری ضرب لگانے کے لیے سمٹنے لگتیں اور پھر اس کی آنکھ کھُل جاتی۔ وہ پسینے میں شرابور اپنے بستر پر سکڑا سکڑایا پڑا ہوتا۔ انسان سے مشابہ چہرے کی دھندلی سی جھلک اس کے ذہن پر نقش ہوتی اور وہ حیرانی کے عالم میں سوچتا کیا اس بھٹ مانس کے لیے چاندی کی گولی تیار ہو چکی ہے؟

٭ ٭ ٭

ویدربائی ہوٹل کے لاؤنج میں آرن روز کے ساتھ بیٹھا تھا کہ بائرن آگیا۔

"صبح بخیر!" بائرن نے کہا۔

وہ خوش دلی سے مسکرایا۔ اس نے ٹویڈ کا بھدّا سا لباس پہن رکھا تھا۔ عمدہ شکاری چشمہ شانے پر لٹک رہا تھا۔ تہ کیے ہوئے کوٹ کے کالر پر دھات کا بیج آویزاں تھا۔

"مَیں گھُڑ دوڑ دیکھنے نیوٹن ایبٹ جا رہا ہوں۔ سوچا شاید آپ بھی ساتھ چلیں۔"

لمحے بھر کو خیال آیا کیوں نہ اس ہلاکت آفریں ماحول سے دُور نکل جائے، مگر پھر سوچا وہ جہاں کہیں ہوگا ذہن پر تو یہی ماحول ہی مسلّط رہے گا۔

"نہیں، شکریہ! اب یہ باتیں مجھے زیادہ پسند نہیں۔"

"جان! آپ پریشان نظر آتے ہیں۔"

"درست ہے۔"

"ابھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا؟"

"نہیں، کچھ بھی تو نہیں۔ ہر رات باہر جاتا ہوں، مگر جھلک تک نظر نہیں آتی۔ نہ کوئی آواز سُنائی دیتی ہے؛ البتّہ بعض اوقات محسوس کرتا ہوں وہ میرے بالکل قریب ہے۔ مجھے دیکھ رہی ہے اور مجھ پر ٹوٹ پڑنے کی منتظر ہے۔ بالکل ویسا ہی احساس جیسا کسی زخمی بھینسے کا تعاقب کرتے وقت طاری ہوتا ہے۔ آپ تو جانتے ہی ہیں۔"

ہاں، مَیں اس احساس سے آشنا ہوں۔" بائرن نے کہا۔

"اگر مجھے یقین ہوتا . . . . ."

"یقین؟ کس بات کا یقین؟"

"اگر مجھے یقینی طور پر معلوم ہوتا کہ وہ مخلوق میری منتظر ہے، تو بہتر تھا۔ مجھے زیادہ سکون ملتا۔"

"افسوس ہے جان! اعصاب کی قوّت تو سلب ہو سکتی ہے، مگر وجدان کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ وہ مخلوق موجود ہے اور آپ کی منتظر، تو وہ ضرور آئے گی اور گولی چلانے میں پہل آپ کو کرنا ہوگی۔ بے یقینی کا مطلب ہے آپ کو اپنے اُوپر اعتماد نہیں رہا۔"

اُس نے ویدربائی کی آنکھوں میں جھانکا۔ ویدربائی کو اپنی پُشت کے مُہروں پر سرد انگلیاں رینگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"جان! آپ نے سب کچھ ضائع کر دیا ہے۔" اُس نے نرمی سے کہا۔ "وہ مخلوق جب چاہے گی آپ کو آلے گی۔ وہ انتظار کرے گی، آپ سُست پڑ جائیں گے اور وہ آدبوچے گی۔"

ویدربائی اور بائرن نے ایک دوسرے پر نظر ڈالی۔ روزمنہ کھولے انہیں تک رہا تھا۔ ویدربائی نے نگاہیں جھکالیں۔ ایک ناپسندیدہ خیال اُس کے ذہن میں آیا۔

"شاید!" اس نے کہا۔

"مشکل یہ ہے جان آپ خواہ مخواہ اُلجھ گئے ہیں۔" بائرن نے لمحہ بھر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ کھڑکی سے باہر جھانکا۔ "مَیں نے دیکھا ہے خوف کے باعث لوگ چوکنّے ہو گئے ہیں کچھ کسان اپنے کھلیانوں پر جاتے وقت بندوقیں ساتھ رکھتے ہیں۔ خانہ دار عورتیں پُرہجوم مقامات پر بھی پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھتی ہیں۔ وہ چوکنّے اور زندہ ہیں، کیونکہ موت کا امکان ان کے ذہنوں پر چھایا ہوا ہے۔ یہ اموات انجامِ کار سُودمند ثابت ہوں گی۔ بس جذبات سے عاری ہوکر نظر ڈالیے۔ چند بے کار جانیں ضائع ہو جائیں گی، مگر دس ہزار افراد میں جو کسی اور زندہ بچنے کی مسرت پیدا ہو گئی ہے۔"

"لیکن . . . ." ویدربائی نے کچھ کہنا چاہا، مگر بائرن نے بات کاٹ دی۔

"یہ ایک نقطۂ نظر ہے، آپ اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں . . . لیکن سرِدست چھوڑیے یہ بتائیے میرے ساتھ چلیں گے یا نہیں؟"

"نہیں، مَیں نہیں جاؤں گا۔" ویدربائی نے جواب دیا۔

معاً بَیل دروازے میں نمودار ہوا اور بائرن کو دیکھ کر مُنہ پھیر لیا۔ بائرن کھڑا ہو گیا۔

"اچھّا، مَیں چلتا ہوں۔" اُس نے کہا۔

"کیا یہ پاگل ہے؟" بائرن چلا گیا، تو روز نے پُوچھا۔

"مجھے اس کی باتوں پر اکثر تعجّب ہوتا ہے۔"

بَیل بیٹھ گیا۔

"کوئی خبر؟" روز نے پُوچھا۔

"مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ فوج سے مدد لی جائے۔" بَیل نے کہا۔

وہ ویدربائی سے مخاطب تھا، لیکن روز نے اپنی نوٹ بُک نکال لی۔

"انہیں کس چیز کی تلاش کے لیے کہا جائے گا؟" ویدربائی نے پُوچھا۔

"خدا ہی جانتا ہے۔"

روز نے پُوری دیانت داری سے یہی بات قلم بند کر لی۔

(۱۲)

ویدربائی معمول کے مطابق رات کی گشت میں مصروف تھا۔ پہلے ندی کے ساتھ ساتھ چلتا، پھر واپس مُڑ کر چٹان کے اُوپر سے ہوکر گلی عبور کرکے ذیلی سڑک پر آجاتا۔ اُسے اپنے دائرہ کار کو وسعت دینے کی کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ یہ دائرہ ان تینوں مقامات پر محیط تھا جہاں قاتل نے وار کیا تھا۔ اب اس نے گشت کا آغاز دوسری سمت سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر وہ مخلوق واقعی اُس کا انتظار کر رہی ہے، تو دوسری طرف سے اس کے پاس پہنچ کر وہ اُس کو حیران کر سکتا تھا۔

غروبِ آفتاب کے وقت وہ ہوٹل سے باہر نکلا، تو اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ یہ ایک خوشگوار شام تھی۔ گرم اور بادلوں کے بغیر۔ تمام علاقہ اس کے سامنے چاند کی روشنی میں لپٹا پڑا تھا۔

وہ سڑک کے کنارے ایک موٹر کار کے گزرنے کا انتظار کر رہا تھا کہ آرن روز بھاگتا ہوا آن پہنچا۔ "کچھ دُور تک آپ کے ساتھ چلوں، تو ناگوار تو نہ گزرے گا؟"

"ضرور چلیے۔"

انہوں نے شاہراہ عبور کی اور ذیلی سڑک کی طرف بڑھے۔

"یہ ہتھیار بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے۔" روز نے کہا۔

"ہاں، مگر استعمال کا موقع ملے، تو۔"

"آپ کا حوصلہ کچھ ٹُوٹا ہوا لگتا ہے۔"

ویدربائی کے چہرے پر ناگواری کی پرچھائیں نمودار ہوئی۔

"آج رات مَیں آپ کے ساتھ رہوں، تو . . . . ."

"قطعاً نہیں!" ویدربائی نے فوراً بات کاٹ دی۔

"مَیں خوف زدہ نہیں ہوں۔"

"یہ بات نہیں۔" ویدربائی نے کہا۔ "مَیں اپنے سوا کسی اَور کی ذمّہ داری قبول کرنے کو تیّار نہیں اور آپ ساتھ ہوتے، تو یہ مخلوق چوکنّی ہو جائے گی۔"

"ہاں، مجھے اس کا اندازہ ہے۔ مَیں آپ کا مدّاح ہوں کہ آپ اکیلے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ یہ تلاش ختم ہو جائے گی، تو مَیں آپ کی تگ و دَو پر مضمون لکھوں گا۔"

ویدربائی بُجھے دل سے مُسکرایا۔ اب وہ گلی کے موڑ پر آگئے تھے اور جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ایک بُوڑھا سائیکل سوار پاس سے گزرا۔ وہ چُپ چاپ چلتے ہوئے کنگز ٹورسو پہنچ گئے۔

"مہم پر روانگی سے پہلے کچھ پینا پسند کریں گے؟" روز نے پُوچھا۔

ویدربائی نے آسمان پر نظر ڈالی۔ ابھی تک مشرق میں دھیمی سی روشنی باقی تھی۔ کچھ دیر اَور انتظار کرنے کا یہ اچھا بہانہ تھا۔ "بہت اچھّا۔" اس نے کہا۔

شراب خانے میں صرف ایک گاہک تھا۔ وہ تھا گرانٹ، سابق کان کن۔ بیئر کا پیمانہ لیے ایک گوشے میں بیٹھا تھا۔ اس نے انہیں آتے نہیں دیکھا۔ ویدربائی شراب پی کر نکلا۔ مشرق میں روشنی زائل ہو چکی تھی۔

"یہ ایک اچھّا آدمی ہے۔" روز نے کہا۔

"ہاں، مجھے اندازہ ہے۔" بروس نے کہا۔

"میرے پاس بندوق ہوتی، تو مَیں اس کے پیچھے پیچھے جاتا۔"

"تمہیں بندوق کی کیا ضرورت ہے؟ اتوار کے اخبار میں اپنی کہانی دیکھو لغویات کا پلندہ!"

روز بحث کے مُوڈ میں نہ تھا۔

"بھٹ مانس! کم از کم انگلینڈ میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ شاید کوئی باہر سے آیا ہو بہرحال کچھ نہیں کہا جا سکتا یا یہ کوئی اَور جانور ہے جو کسی قید خانے سے چھُوٹ نکلا ہے۔"

گرانٹ نے نگاہ اُوپر اُٹھائی۔ اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔

"یہ جانور نہیں۔" اُس نے کہا۔ اُس کی آواز کھوکھلی تھی۔

"تمہارے خیال میں کیا چیز ہے؟" بروس نے پُوچھا۔

"وہ اسے زمین کے اوپر تلاش کر کے غلطی کر رہے ہیں۔ مَیں صرف یہی کہہ سکتا ہوں۔"

"کیا وہ غار میں رہتی ہے؟" روز کا سوال تھا۔

"غار میں نہیں، زمین میں۔ تم نہیں جانتے۔ جو شخص زمین کے نیچے نہیں گیا اُسے کچھ معلوم نہیں۔ وہاں عجیب و غریب چیزیں پائی جاتی ہیں۔"

"کس قسم کی؟" روز نے پُوچھا۔

گرانٹ نے خالی پیمانے کی طرف دیکھا اور روز کاؤنٹر پر جا کر پیمانہ بھروا لایا۔

"ہاں، عجیب چیزیں ہیں۔ تم انہیں سُرنگوں اور خندقوں میں حرکت کرتے سُن سکتے ہو۔ چٹانوں میں بھی۔ عجیب و غریب مخلوقات! بدبُودار! سُرنگ سے نکلتی ہیں، تو کئی روز تک بدبُو آتی رہتی ہے۔"

"کیا تم نے کوئی دیکھی ہے؟"

"مَیں نے تو نہیں دیکھی، مگر ایک اَور شخص نے دیکھی تھی۔ . . . انہوں نے اسے پکڑ لیا تھا۔" اس نے اچانک روز کی جیکٹ پکڑ لی اور اس کا چہرہ اپنے قریب کھینچ کر پھنکارتے ہوئے آخری الفاظ ادا کیے — روز اس کے مضبوط ہاتھوں میں کسمسا کر رہ گیا۔

"ایک بار انہوں نے ایک شخص کو اپنے کیچڑ سے بھرے ہوئے پنجوں میں پکڑ لیا اور کھینچ کر چٹانوں میں لے گئیں۔ پھر دم جو کھینچا، تو وہ ختم ہو گیا۔ انہیں انسانوں سے نفرت ہے جو اُن کے گھروں میں جا پہنچتے ہیں۔ آدمی زمین کھود کر اور دھماکے کر کے انہیں پریشان کرتے ہیں۔"

"کان کنوں نے ان کا ذکر لوگوں سے کیوں نہیں کیا؟"

"ہم نے بتایا تھا، لیکن بات دبا دی گئی۔ کانوں کے مالک اس بات کو شُہرت دینا نہیں چاہتے۔ وہ سیاست دانوں سے ملے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ زیرِ زمین کیسی کیسی بلائیں ہیں، تو کوئی بھی کان کنی پر آمادہ نہ ہو۔ یہ کانوں کے مالک بڑے ظالم اور عیّار ہیں۔ وہ یہ تک نہیں بتاتے کتنے کان کن چٹانوں نے ہڑپ کر لیے ہیں۔"

گرانٹ نے روز پر گہری نظر ڈالی اور تڑپ کر اس کے ہاتھوں سے نکلا۔

"تو تمہارا خیال ہے یہ قاتل زمین کے نیچے سے آتا ہے؟"

"اَور کہاں سے آ سکتا ہے؟ اس جگہ کو کھود دیں، تو وہ یہاں سے بھی نکلنے لگیں گی۔ وہ ہزاروں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔"

"کیا ایسی مثالیں بھی ہیں جنہیں اخبار میں چھاپا جا سکے؟"

گرانٹ مُسکرایا۔ بیئر کے ایک گلاس کے عوض وہ بہت کچھ بتا چکا تھا۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر اپنی میز پر واپس چلا گیا۔

"اس کی بات کو اہمیت نہ دو۔" بروس نے کہا۔ "یہ اس پاگل حرامی بائرن کا نوکر ہے اور اپنے آقا کی طرح خبطی۔"

روز سوچنے لگا اپنی کہانی میں کیوں نہ ان زیرِ زمین عناصر کو شامل کر لے۔

"اچھا، مَیں چلتا ہوں۔" اس نے اسٹول سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"پیدل جاؤ گے؟" بروس نے پُوچھا۔ روز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"محتاط رہنا۔"

"ہاں، مَیں تیز رفتاری سے جاؤں گا۔"

"عجلت سے کوئی فائدہ نہ ہو گا؛ البتّہ احتیاط رکھنا۔" گرانٹ نے کہا۔

روز نے گھبرا کر اس پر نظر ڈالی۔

"تم اسے نہیں دیکھ سکو گے۔ وہ زمین پر نہیں چلتی۔ اچانک تمہارے قدموں کے نیچے سے نکل آئے گی۔ وہ اپنے شکار کو اسی طرح قابو میں کرتی ہے۔"

روز شراب خانے سے نکلا، تو بُری طرح کانپ رہا تھا۔ گرانٹ اپنا گلاس بھروانے جنگلے کی طرف بڑھا۔

"کیا زمین کے نیچے واقعی ایسی چیزیں ہیں؟" بروس نے اپنے تہ خانے کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پُوچھا۔

"بیوقوف نہ بنو۔ بیئر بول رہی ہے۔"

روز تیزی سے چل کھڑا ہوا۔ اس کی نگاہیں سامنے تھیں۔ گاہے گاہے پیچھے مُڑ کر بھی دیکھ لیتا۔ رات کچھ زیادہ ہی تاریک معلوم ہوتی تھی؛ حالانکہ آسمان پر بادل نہ تھے اور چاند چمک رہا تھا۔ طرح طرح کے خیال اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔ اچانک ایک دیو قامت سایہ سامنے نمودار ہوا۔ خوف کے مارے اس کا منہ کُھل گیا اور اس نے چھلانگ لگائی۔ سائے نے بھی یہی حرکت کی۔ وہ خوف سے گھُوما۔ پھر کسی قدر سکُون کا سانس لیا۔ یہ اس کا اپنا ہی سایہ تھا جو سامنے سے آتی ہوئی کار کی روشنی کے باعث اس کے آگے آ گیا تھا۔ وہ ایک طرف ہو گیا تاکہ کار گزر جائے۔ ابھی تک اس کا دل اُچھل رہا تھا۔

موٹر کار اس کے پاس سے گزر گئی۔ یہ پولیس کار تھی۔ وہ پھر چلنے لگا۔ دماغ میں آنے والے خیالات سے توجّہ ہٹانے کے لیے اس نے اپنی نگاہیں ٹیلیفون بکس پر گاڑ دیں جس کی سُرخ روشنی چند سو گز کے فاصلے پر دونوں سڑکوں کے مقامِ اتّصال پر نظر آ رہی تھی۔

جلد ہی اسے فریبِ نظر نے آ لیا۔ یُوں معلوم ہوتا تھا اس کا مرکزِ نگاہ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اس نے تیز چلنا شروع کر دیا۔ پھر احساس ہوا کوئی چیز جھاڑیوں کی دوسری طرف چل رہی ہے اور وہ اس سے زیادہ تیز رفتار ہے۔

جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں جھاڑیاں ایک دوسری سے جدا ہوتی تھیں، تو موت کا بھیانک چہرہ اس کی نگاہوں میں گھُوم گیا۔ قاتل اس کے برابر برابر چل رہا تھا۔ روز تنگ گلی میں اندھا دھند دوڑنے لگا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر تحفظِ ذات کی جبلّت غالب آ گئی۔ اس نے اپنی دوڑ اور تیز کر دی۔ پھر وہ ٹیلیفون بکس کی طرف جھپٹا اور دروازہ کھول کر اندر گھُس گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ بند ہوتے ہوئے دروازے سے کوئی چیز غضب ناک انداز میں ٹکرائی۔ روز نے ریسیور اُٹھایا تاکہ اپنی نجات کے لیے کسی کو پکارے، اتنے میں دروازہ ایک دم کُھل گیا اور قاتل نے اُسے باہر کھینچ لیا۔

ویدربائی چٹانی سلسلے کی چوٹی پر پہنچا اور نیچے نگاہ ڈالی۔ چاندنی میں ندی گھونگے کی طرح بَل کھاتی ہوئی بہہ رہی تھی۔ درمیان میں کھُلا میدان چاندنی میں نہا رہا تھا۔ یہ پہلی رات تھی کہ چاند اس کا ساتھی تھا، لیکن نیچے ہر شے ساکن تھی۔ اس طرف آگے بڑھنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس نے پہاڑی سلسلے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ذیلی سڑک پر واپس پہنچنے کا فیصلہ کیا۔

اچانک ایک خیال سے اُسے جُھرجُھری سی آ گئی۔ کتنی بڑی حماقت کی تھی اُس نے۔ پہاڑی سلسلے پر چڑھتے ہوئے اُس نے یہ نہ سوچا کہ قاتل یہیں کہیں چھُپا ہُوا نہ ہو۔ وہ تو خیریّت گزری ورنہ وہ اس وقت سر کٹی لاش کی صورت میں پڑا ہوتا۔ ایسی غلطی اس نے ماضی میں کبھی نہ کی تھی۔ وہ پسینے میں شرابور ہو گیا۔ بائرن ٹھیک ہی کہتا تھا۔ وہ تناؤ کا شکار ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں کام جاری رکھنا موت کو دعوت دینا تھا اور وہ ابھی مرنا نہ چاہتا تھا۔

ویدربائی چوٹی پر سے اُترا اور اُسی راستے پر ہو لیا جس سے آیا تھا۔ اُس کے شانے بوجھل ہو گئے تھے اور وہ تھک گیا تھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

کنگز ٹور سو پہنچا تو وہ بند تھا — روشنی گُل ہو چکی تھی۔ یہ بھی اچھّا ہوا۔ ناکامی اس کے چہرے سے عیاں تھی اور وہ اس وقت کسی سے ملنا نہ چاہتا تھا۔ بڑی احتیاط سے گلی کے بالکل وسط میں چلنے لگا۔ کبھی کبھار اِدھر اُدھر دیکھ لیتا۔ سامنے ٹیلیفون بکس تھا، لیکن اس نے اس طرف کوئی توجّہ نہ دی۔ حتّٰی کہ وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اتنا قریب کہ اس کے اندر ایک ڈھیر سا پڑا نظر آنے لگا۔ وہ ٹھٹھک گیا۔ دروازہ کسی قدر کھُلا تھا اور ایک ٹانگ باہر نکلی ہوئی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر اندر نظر ڈالی۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ بے سر کی ایک لاش پڑی تھی۔ مقتول کے خون آلود کپڑوں سے لاش شناخت کرنے میں اسے ذرا دقّت نہ ہوئی۔

اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ چونکا پکڑ کر پولیس کو اطّلاع دے۔

مثلاً نفرت کا لاوا اس کے ذہن سے اُبلنے لگا۔ اپنے آپ سے نفرت۔ ناقابلِ برداشت نفرت! اس نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا جو [illegible] کرنے کا آرزومند تھا اور خود کو کوستا ہُوا بُوتھ سے باہر نکل آیا۔ گلی سے دور جا کر کھوج تلاش کرنے لگا۔ وہاں نشان موجود تھے۔ اسی شیطانی مخلوق کے نشان جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھا۔ وہ ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور پھر وہ معمول کے مطابق ختم ہو گئے۔ آگے وہی منظر تھا جس کی عادی اس کی آنکھیں ہو چکی تھیں۔ گھاس کے ٹوٹے ہوئے ڈنٹھل، کائی کے بکھرے ہوئے اجزا اور ایک پاؤں کا صرف ایک نشان۔

(۱۳)

بائرن جیسے اس کا منتظر تھا۔ اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور عجیب انداز میں مسکرایا۔

"آپ بڑے چُپ چاپ آ گئے۔" اُس نے کہا اور اپنی کلہاڑی دیوار کے ساتھ لٹکا دی۔ "میرا خیال تھا آپ کبھی نہیں آئیں گے۔"

ویدربائی نے کوئی جواب نہ دیا، البتّہ اپنی بندوق پر اس کی گرفت اور مضبوط ہو گئی جس کی نالی چاندنی میں چمک رہی تھی۔ بندوق کا رُخ زمین کی طرف تھا لیکن اس کا سیفٹی کیچ اُتار دیا گیا تھا۔

"گھُڑ دوڑ بہت شاندار تھی۔ افسوس آپ شریک نہ ہوئے۔ دو گھوڑے مارے گئے۔ ایک جاکی کی گردن اور ایک گھوڑے کی کمر ٹُوٹ گئی۔"

"بائرن! وہ کہاں ہے؟" ویدربائی کی آواز میں ہلکا سا تحکّم تھا۔

"کیا چیز؟ جان!"

"وہ کیا چیز ہے، مَیں نہیں جانتا، لیکن مجھے اس کی تلاش ہے۔ میری بات سنجیدگی سے سنو بائرن! ضروری ہوا تو مَیں آپ کو ہلاک بھی کر سکتا ہوں۔"

"یہ اچھّی بات ہے جان! آپ کو بہت پہلے نشان شناخت کر لینے چاہئیں تھے۔"

"بڑی احتیاط کے ساتھ نشان ثبت کیے گئے تھے۔ کیا آج رات آپ نے ان کی پیروی کی یا اندازہ لگایا؟"

"مجھے شروع سے اندازہ تھا، مگر آج رات ایک بات کا شدید احساس ہوا۔ شاید آپ نے اشاروں کنایوں میں وہ بات بتائی بھی ہو، جو مقناطیس کی طرح مجھے یہاں کھینچ لائی۔"

"نہیں، یہ آپ کے تجربے اور مہارت کا کرشمہ ہے۔ بات ذرا سی ہے یعنی شکاری کی جبلّت۔" بائرن کے لہجے میں احترام اور محبّت کا عنصر نمایاں تھا۔

"کچھ پتہ ہے میں نے ایسا کیوں کیا؟"

"خوب جانتا ہوں۔"

"کیا اب بھی مجھے خبطی سمجھتے ہیں؟ بہر حال یہ تو تسلیم کریں گے کہ میں ہوشیار بھی ہوں۔ میں نے زندگی سے عاری ان گنواروں کو زندہ رہنے کا گُر بتا دیا ہے۔" بائرن کے ہاتھ کلہاڑی کے دستے پر بے چینی سے متحرک تھے۔

"اگر وہ بہادر ہوتے، تو میں انہیں زندہ رہنے دیتا۔"

ویدربائی کی انگلی ٹریگر پر مچل رہی تھی۔ "وہ چیز تھی کیا؟" اس نے پوچھا۔

"بات سادہ سی تھی۔ میں نے مختلف جانوروں کے پنجے لے کر پرانے جوتوں کے نیچے باندھ لیے تھے۔ ہے نا سادہ مگر ہوشیاری کی بات! آپ آدھا پنجہ ریچھ کا اور آدھا شیر کا دیکھ کر اسی میں اُلجھ گئے اور دوسرے نشان نظر انداز کرتے رہے۔"

ویدربائی کو جیسے یاد آگیا۔ "برفانی بھیڑیا؟" اس نے سوال کیا۔

"خوب بہت خوب! جان! یاد ہے نا ہم نے اکٹھے اس کے کھوج کا مشاہدہ کیا تھا۔ دس سال پہلے ہی کی تو بات ہے۔ آپ نے کہا تھا برفانی بھیڑیے کو مانوس نہیں کیا جا سکتا۔ واقعی یہ کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن آخر کار میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے اُسے سدھایا نہیں، بلکہ خود اس کی سطح پر اُتر گیا۔ اب وہ جانتا ہے اس کی زندگی میرے ساتھ وابستہ ہے۔ ہم اکٹھے شکار کھیلتے ہیں برابر کے ساتھی بن کر۔"

"اُف خدایا!" ویدربائی چیخ اُٹھا۔

"کتنی سادہ سی بات تھی یہ! لیکن جان! سوال یہ ہے اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟"

"ارادہ، آپ کو مزید موقع نہیں ملے گا۔" ویدربائی نے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا اور بندوق سیدھی کر لی۔

"میرا مطلب آپ نہیں سمجھے؟ میں ڈرپوک نہیں۔ آپ جانتے ہی ہیں، میرا خیال تھا میرا مقابلہ آپ ہی کر سکتے ہیں، لیکن جب دیکھا کہ آپ بدل گئے ہیں، تو سخت مایوسی ہوئی۔ اچھا آپ مجھے خود ہلاک کریں گے یا پولیس کو بلائیں گے۔ آپ کا فیصلہ بتائے گا اس انسان میں کتنی جان باقی ہے؟" بائرن کا لہجہ تیکھا ہو گیا تھا

ویدربائی خاموش رہا۔

"آئیے، میں آپ کو اپنے خونخوار ننھے دوست سے ملاؤں۔" بائرن نے اچانک دیوار سے ہٹتے ہوئے کہا۔ کلہاڑی وہیں چھوڑی اور چل پڑا۔ ویدربائی اس کے پیچھے ہو لیا۔ چھپائی ہوئی بندوق اس کے ہاتھ میں تھی۔ مختلف کمروں سے ہوتے سیڑھیوں سے اُترے اور پھر وہ تہ خانے میں کھڑے تھے۔ برفانی بھیڑیا اپنے پنجرے میں غرّایا۔ بند کمرے میں اس کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ بائرن پنجرے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ویدربائی نے محسوس کیا درندے کی آنکھوں میں بلا کا مقناطیسی اثر ہے۔ ویدربائی نے سامنے نظر دوڑائی، تو دہشت رگ و پے میں دوڑنے لگی۔ شاہ بلوط کی تختی پر تین انسانی سر رکھے تھے، ان کے ہونٹ پیچھے کو مڑے ہوئے تھے۔ کھوپڑیوں میں آنکڑا ڈال کر انہیں چھت سے لٹکا دیا گیا تھا۔ ایک چہرے سے ویدربائی آشنا تھا آئرن روز کا سر خاموش انقلاب کا نقیب تھا۔ ناقابلِ بیان خوف چہرے پر منجمد ہو گیا تھا۔ کٹی ہوئی گردن سے خون کے قطرے ابھی تک ٹپک رہے تھے۔

"یہ میرے تمغے ہیں۔" بائرن نے فخریہ لہجے میں کہا۔

برفانی بھیڑیے نے اپنے خم دار پنجے باہر نکالے۔ بائرن نے اُس کی گردن سہلائی، تو اس نے اپنے پنجے اندر کر لیے۔

"اچھا، تو کیا خیال ہے؟" بائرن نے پوچھا۔ "یہ بہت تیزی سے جھپٹتا ہے جان! ایک گولی چلانے کا وقت بھی شاید ہی ملے، اور میں بھی تیزی سے آتا ہوں۔"

"یہاں نہیں!" ویدربائی نے کہا۔

بائرن کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

ویدربائی نے لیور دبایا۔ گولیاں گرنے لگیں اور میگزین خالی ہو گیا۔ اب اُس نے دو گولیاں چیمبر میں ڈالیں۔ "اپنے دوست کو لاؤ!" اُس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جان! میں نے آپ کا غلط اندازہ لگایا۔"

برفانی بھیڑیے کی نگاہیں ویدربائی پر مرکوز تھیں۔ اُس کے مُنہ میں پانی بھر آیا تھا۔

"تو ہاں بائرن! چٹانوں کی طرف چلو، وہاں تم دونوں سے دو دو ہاتھ ہوں گے۔"

"خوب!"

ویدربائی زینے کی طرف بڑھا۔ بائرن نے سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی۔

اور پھر ویدربائی اندھیرے میں پہاڑی سلسلے کے دامن میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اُس کے اعصاب پُرسکون تھے۔ اس علاقے کی تمام جزئیات اور تفصیلات اس کے ذہن پر مرتسم تھیں۔ بادل کا ایک ٹکڑا چاند کی طرف بڑھ رہا تھا جونہی یہ چاند کو ڈھانپ لے گا رات تاریک ہو جائے گی۔ ویدربائی نے تاریکی کا خیر مقدم کیا، کیونکہ اُسے روشنی کی ضرورت نہ تھی۔ وہ زندہ رہنا چاہتا تھا، وہ بائرن کو سمجھ چکا تھا اور بائرن اُسے۔ وہ زندہ رہنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ زندہ تھا اور اس کی بندوق میں صرف دو گولیاں تھیں۔

--